بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عَلِی طَاہِر

# عَلِی اَطْہَر۔۔۔!!!

کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم


از قلم

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

# سخنہائے گفتنی

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا فرمان ہے:

كَانَتْ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مَنْقَبَةً، لَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا وَاحِدَةٌ مِنْهَا لَنَجَا بِهَا، وَلَقَدْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَنْقَبَةً، مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

حضرت سیدنا مولا علی کے اٹھارہ ایسے مناقب تھے کہ اگر ان میں سے فقط ایک منقبت بھی ہوتی تو آپ کامیاب تھے۔ تحقیق آپ کے تیرہ ایسے مناقب تھے جو اس امت میں سے کسی اور کو عطا نہ ہوئے۔

(معجم اوسط 8432 ، الشریعۃ للآجری 1489)

اگرچہ اصول میں مبرہن ہو چکا کہ: عدد کے لیے مفہوم نہیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباس کی زبان سے نکلنے والے عدد کی برکت کی امید پر بندہ نے ارادہ کیا کہ:

مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے کم از کم اٹھارہ خصائص پر حسبِ طاقت چند کلمات سپردِ قلم کروں، اس امید پر کہ شاید بندہ کا شمار بھی غلامانِ مولا علی میں ہو جائے۔

دسمبر 2021ء کی بالکل آخری تاریخوں میں اس سلسلہ کو شروع کرنے کی کوشش کی۔

لکھنا کیا تھا، ایک طرف بندہ نے خصائصِ سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم پہ لکھنا شروع کیا اور دوسری طرف دجالی ناصبیوں کے گھر صفِ ماتم بچھ گئی۔

بلا ناغہ کا رونا دھونا شروع ہو گیا اور دجالی ٹولے کی جانب سے انتہائی لایعنی اور جہالت کے پلندے سوشل میڈیا پہ گشت کرنے لگ گئے۔

بندہ نے دجالیوں کی اس حرکت کی پرواہ نہ کی۔

اولا: اس لیے کہ بندہ جن عنوانات پہ گفتگو کر رہا تھا انہیں ہمارے بزرگوں نے، جو بلا شبہ ہم سے بہتر علم کے حامل تھے، انہوں نے ان امور کو مولا علی کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

دجالیوں کی باتوں کی پرواہ نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ:

یہ بد بخت جماعت خاندانِ رسول ﷺ کے خلاف با قاعدہ میدان میں اتر چکی ہے۔ اور ایسی حالت میں ان سے خیر کی امید تو رکھی ہی نہیں جا سکتی۔

بقول چراغِ گولڑہ مقدسہ پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ:

یہ بات سن کر ہم بھی چونکے

ذات کا کتا اور نہ بھونکے

دجالی ٹولے کی ہفوات سے صرفِ نظر کی تیسری وجہ یہ ہے کہ:

دجالی ٹولہ جہالت کے اس نقطہ پر پہنچا ہوا ہے کہ وہ مخاطب بنائے جانے کے بالکل لائق ہی نہیں۔

خود اشرف دجالی کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ آپ اس کا فقط ایک خطاب سن لیں، اگر آپ کو علوم و فنون سے تھوڑی سی وابستگی ہے تو فقط ایک خطاب میں ہی اس شخص کو "اجہل الناس" کا خطاب دینے میں تاخیر نہ کریں گے۔

ایسا جاہل کہ اپنی جیب سے ایسے ایسے قوانین وضع کرتا رہتا ہے کہ خدا کی پناہ۔

❖ کچھ وقت پہلے اس نے بڑے طمطراق سے ایک ضابطہ چھوڑا:

**"ان الامکان اذا کان متعلقا بالماضی یستلزم الوقوع"**

امکان کا تعلق جب ماضی کے ساتھ ہو تو اسے وقوع لازم ہے۔

یعنی: گزرے ہوئے وقت سے متعلق کسی بھی "ممکن" کی بات ہو تو اس کا مطلب ہے کہ "وہ ہو چکا"

? ماضی میں آسمان کا پھٹ جانا ممکن تھا، یعنی آسمان پھٹ چکا۔

? ماضی میں زمین کا ٹکڑے ہو جانا ممکن تھا، یعنی زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی۔

? ماضی میں اشرف دجالی کا ذلت کی موت مرنا ممکن تھا، یعنی اشرف دجالی ذلت کی موت مر چکا۔

کیا ایسی احمقانہ بات کی امید کسی عقل مند انسان سے کی جا سکتی ہے؟

❖ چند ماہ پہلے "عصمت شرطِ نبوت است" کے معنی بیان کرتے ہوئے کہنے لگا:

"جس کو معصوم مانو اسے نبی ماننا پڑے گا۔"

یعنی اس کے بقول فرشتے معصوم ہیں تو ان کو بھی نبی ماننا ضروری ہے۔ اور اگر فقط انسانوں ہی کی بات کی جائے تو کیا کوئی عقل مند "عصمت شرطِ نبوت است" کی وضاحت میں یہ جملے بول سکتا ہے؟

جن حضرات کی جہالت کے سامنے جاہلیت بھی شرما جائے، یہ وہی ٹولہ ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہر جگہ: "ہمچو ما دیگرے نیست" کا راگ الاپتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ انہیں: "ہمچو ما ڈنگرے نیست" کا ورد کرنا چاہیے۔

ظاہر سی بات ہے کہ ایسے جہال سے تخاطب کسی طرح کی دانشمندی نہیں۔ لیکن: جب محسوس ہوتا ہے کہ:

ہمارے اپنے سچے سنی مسلمان اس دجالی ٹولے کی ہرزہ رسانیوں سے پریشانی کا شکار ہیں تو مجبورا کچھ نا کچھ لب کشائی کرنا پڑتی ہے۔

دو چار دن پہلے بندہ نے شانِ مولا علی سے متعلق ایک مضمون لکھا جس کا نام رکھا:

"طاہر ، اطہر ، طیب ، اعطر"

بندہ کی گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ:

"عام لوگوں کو حالتِ جنابت میں مسجد میں داخل ہونا، مسجد میں ٹھہرنا حلال نہیں۔ لیکن مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اللہ کریم جل و علا نے طہارت کے اس عظیم منصب پہ فائز فرمایا کہ آپ کے لیے ہر حال میں مسجد میں داخل ہونا بھی جائز تھا اور مسجد میں ٹھہرنا بھی جائز تھا۔"

مولا علی کی شان کی بلندیوں کو دیکھا جائے تو یہ بات بالکل معمولی سے نظر آتی ہے، کیونکہ وہ تو وہ ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے "نفس" جیسا قرار دیا۔

مگر دجالیوں اور ناصبیوں کو تو اتنی بات بھی ہضم نہیں ہوتی۔ پس لگ گئے شور مچانے۔۔۔

پہلے کہا: سیدنا علی کو یہ اجازت عذر کی وجہ سے تھی۔

پھر کہا: یہ سیدنا علی کی خصوصیت ہی نہیں کہ حالت عذر میں تو عام امتی بھی حالت جنابت میں مسجد سے گذر سکتا ہے۔

پھر بد بخت ٹولے کا جوشِ تعصب بڑھا اور مولا علی کی خصوصیت کا انکار کرتے کرتے رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت کی بھی نفی کر ڈالی اور کہا:

الحاصل: بعض علماء کرام کے مطابق یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ عام امتی بھی اس حالت میں عذر کی وجہ سے مسجد سے گزر سکتا ہے۔

بقولِ رضا: اف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

اور:　ذکر روکے، فضل کاٹے، عیب کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

یہ اس ٹولے کی بدبختی ہے کہ کلمہ رسول اللہ ﷺ کا پڑھا ہے، لیکن خود رسول اللہ ﷺ کے گھرانے ہی کی شان و عظمت برداشت نہیں ہو پا رہی۔

جن کے صدقے سے بنی ہے دنیا ساری

دنیا والوں سے اک گھر نہیں دیکھا جاتا

بہر حال!

دوست احباب کی تشویش دیکھ کر سوچا کہ چند سطور از سرِ نو رسپردِ قلم کی جائیں، جو آل واصحابِ رسول ﷺ کے سچے غلاموں کے لیے سکونِ قلب کا باعث بنیں اور منافقین کی جلن میں اضافہ کریں۔ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ

مالک کریم ہمیں اس نوکری کی توفیق عطا کیے رکھے۔

**آمین**

**بحرمة النبی الامین وآله الطاہرین**

**صلی الله تعالی علیه وعلی آله اجمعین**

## فرامینِ مصطفی ﷺ

سب سے پہلے میں ان احادیث وآثار کو ذکر کرنا چاہوں گا جن میں مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کی اس خصوصیت کا بیان ہے۔ وباللہ التوفیق:

## امام احمد رضا خان اور طہارتِ مولائے کائنات

گفتگو کی ابتداء حضرت مولانا احمد رضا خان کی گفتگو سے کرنا چاہوں گا، کیونکہ دجالی ہوں یا ملکِ پاکستان کے دیگر ناصبی، ان کی زبانوں پر اس وقت نعرہ امام احمد رضا خان کا ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ امام احمد رضا خان کا نعرہ فقط سنیوں کے خرمن پہ ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہے، ورنہ نہ وہ رضا سے ہیں اور نہ رضا ان سے ہیں۔

بہر حال:

- اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی مطلع القمرین میں مولائے کائنات کے خصائص کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہاں وہ کون ہے کہ مصطفی ﷺ نے اپنی مسجدِ اقدس میں بحالتِ جنابت گزرنا اپنے لیے جائز کہا یا اس کے لیے؟

ہاں وہ علی ہے۔۔۔!!!

طاہر، اطہر، طیب، اعطر کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم

(مطلع القمرین ص28)

؟ میں سلسلۂ گفتگو آگے بڑھانے سے پہلے دجالی ناصبیوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

امام احمد رضا خان نے "جنابت کی حالت میں مسجد سے گزرنا" رسولِ پاک ﷺ اور مولا پاک

کے خصائص سے گنایا نہیں؟

اگر نہیں گنا تو پھر سطورِ بالا کے کیا معنی ہوئے؟

اسی مطلع القمرین کے صفحہ 30 پر منہیہ میں فرمایا:

ہم نے یہاں بہ تبعیتِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قیدِ تحریر میں آیا۔ واللہ اعلم

(مطلع القمرین ص 30 منہیہ)

اگر امام احمد رضا خان نے اس کمال کو مولا پاک کے خصائص میں شمار کیا اور یقیناً کیا تو تمہارے مسلکِ رضا کا کیا بنا؟ تم ابنِ تیمیہ کے پیچھے کیوں چل پڑے؟ پورے ملک میں "مسلکِ رضا" کا ڈھونگ رچا کر اہلِ سنت کو دھوکا دیتے ہو اور جب امام احمد رضا خان کی تعلیمات کی بات آتی ہے تو کھلے عام انکار کر دیتے ہو۔۔۔!!!

## مولائے کائنات کی اس خصوصیت کا سبب

امام احمد رضا خان کا مسلک سطورِ بالا سے واضح ہو چکا۔ اور امام احمد رضا خان کی گفتگو کی آخری سطر انتہائی قابلِ توجہ ہے۔ مولائے کائنات کی یہ خصوصیت بیان کرنے کے بعد فرمایا:

طاہر، اطہر، طیب، اعطر کرم اللہ تعالی وجہ الکریم

(مطلع القمرین ص 28)

? میں دجالی ٹولے سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

مولائے کائنات کے لیے "بحالتِ جنابت مسجد میں داخلے اور ٹھہرنے کے حلال ہونے" اور "طاہر، اطہر، طیب، اعطر" کے بیچ کیا جوڑ ہے؟؟؟

بندہ نے مولائے کائنات کی اس خصوصیت کے پیچھے مولائے کائنات کی طہارت کو کارفرما قرار

دیا تھا۔ لیکن جب دجالیوں نے سنا تو اسے شیعی نظریہ قرار دیا۔

میں دجالیوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

اگر "مولائے کائنات کے لیے بحالتِ جنابت مسجد میں داخلہ کی حلت اور اس کے پیچھے مولا پاک کی طہارت کو کارفرما سمجھنا" شیعی فکر ہے تو پھر مولانا احمد رضا خان صاحب کی اس گفتگو کا مطلب واضح کریں اور بیان کریں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مولائے کائنات کی اس خصوصیت کا ذکر کرکے مولا پاک کی پاکی کے بیان کے لیے ایک دو نہیں، چار مختلف الفاظ کیوں لے کر آئے؟

طاہر، اطہر، طیب، اعطر کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم

(مطلع القمرین ص28)

## حذیفہ بن اسید کی روایت

یہیں پر میں ایک حدیث بھی ذکر کرنا چاہوں گا جو مولا پاک کی اس خصوصیت کے سبب کی جانب اشارہ فرما رہی ہے۔

حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام مدینۂ طیبہ آئے تو ان کے پاس گھر نہیں تھے۔ اس وجہ سے وہ رات کے وقت مسجد میں سو جایا کرتے تھے۔

انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**لا تبیتوا فی المسجد، فتحتلموا**

مسجد میں رات مت گزارو، کہیں احتلام ہو جائے (تو مسجد کا تقدس ملحوظ نہ رکھا جا سکے گا۔)

لوگوں نے مسجد کے گرد گھر بنا لیے اور گھروں کے دروازے مسجد کی جانب کھول دیئے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا۔ انہوں نے آکر حضرت ابو بکر صدیق کو پکارا اور کہا:

**إنّ رسول الله يأمرك أن تسدّ بابك الّذي في المسجد ، ولتخرج منه**

اللہ جل و علا کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کو حکم فرمارہے ہیں کہ اپنا مسجد میں (کھلنے والا) دروازہ بند کردیں اور (گزرنے کے لیے) مسجد سے باہر تشریف لے جائیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے جوابا کہا:

**سمعا وطاعة**

سنا اور مانا۔۔۔!!!

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پھر حضرت عمرِ فاروق کی جانب پیغام بھیجا۔ حضرت معاذ نے آکر کہا:

**إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرك أن تسد بابك الذي في المسجد وتخرج منه**

اللہ جل و علا کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کو حکم فرمارہے ہیں کہ اپنا مسجد میں (کھلنے والا) دروازہ بند کردیں اور (گزرنے کے لیے) مسجد سے باہر تشریف لے جائیں۔

حضرت سیدنا فاروقِ اعظم نے جوابا کہا:

**سمعاً وطاعةً لله ولرسوله غير أني أرغب إلى الله في خوخة في المسجد**

اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو سنا اور مانا۔ لیکن میں دربارِ خداوندی سے مسجد کی جانب ایک روشن دان کا امیدوار ہوں۔

حضرت معاذ نے جنابِ فاروقِ اعظم کی درخواست رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچادی۔

پھر حضرت عثمان بن عفان کی جانب پیغام بھیجا اور اس وقت سیدہ رقیہ بنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنابِ عثمان کے پاس (بقیدِ حیات) تھیں۔

حضرت عثمان نے عرض کی:

**سمعا وطاعة**

سنا اور مانا۔۔۔!!!

آپ کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا اور آپ مسجد سے باہر ہو گئے۔

پھر حضرت حمزہ کی جانب پیغام بھیجا اور ان کا دروازہ بند کروا دیا۔

حضرت حمزہ نے بھی کہا:

**سمعاً وطاعة لله ورسوله.**

اللہ اور اس کے رسول کا حکم سنا اور مانا۔

حضرت سیدنا مولا علی متردد تھے کہ آپ مسجد میں ہی ٹھہرائے جائیں گے یا الگ کر دیئے جائیں گے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے آپ کے لیے اپنے گھروں کے بیچ گھر بنایا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے مولا علی سے فرمایا:

**اسکن طاهراً مطهراً**

تم پاک ستھرے (مسجد میں ہی) رہو۔

جب یہ بات حضرت سیدنا حمزہ کو پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکوہ کیا کہ آپ نے ہمیں مسجد سے الگ کر دیا اور حضرت علی کو ٹھہرائے رکھا۔

جوابا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**لو كان الأمر لي ما جعلت من دونكم من أحد، والله ما أعطاه إياه إلا الله وإنّك لعلى خير من الله ورسوله**

اگر مجھے اختیار دیا جاتا تو میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دیتا۔ اللہ کی قسم! علی کو یہ (اجازت) خود

اللہ جل و علا نے عطا فرمائی ہے۔ اور بے شک آپ اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بھلائی پر ہیں۔

(مناقب علی لابن المغازلی 303 ، مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویه حدیث 175)

♥ اس حدیث کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ گرامی:

اسکن طاھراً مطھراً

یعنی تم پاک ستھرے (مسجد میں ہی) رہو۔

اس فرمانِ گرامی سے مولا علی کو مسجد میں ٹھہرائے جانے کی کونسی علت سمجھی جارہی ہے؟ طہارت یا کچھ اور؟

اگر طہارت تو بتایا جائے کہ دجالی ٹولہ تو اسے شیعی فکر گردان رہا تھا۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی شیعی فکر کی تعلیم دی؟

اور اگر رسول اللہ ﷺ نے شیعی فکر کی تعلیم دی تو پھر آپ لوگ اپنی تعلیمات کہاں سے لے کر آئے ہو؟

اور اگر اس فرمانِ گرامی سے مولا علی کو مسجد میں ٹھہرائے جانے کی علت طہارت نہیں سمجھی جارہی تو پھر دجالی ٹولہ وضاحت کرے کہ اس فرمانِ گرامی کے کیا معنیٰ ہوں گے؟

## مولائے کائنات کی روایت

اسی طرح مولائے کائنات مولیٰ علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

إِنَّ مُوسَى سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ مَسْجِدَهُ بِهَارُونَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُطَهِّرَ

مَسْجِدِی بِكَ وَبِذُرِّيَّتِكَ

بے شک حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ حضرت موسی کی مسجد کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ذریعے طہارت سے نوازا جائے اور میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میری مسجد کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے ذریعے طہارت عطا کی جائے۔

یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کی جانب پیغام بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرلو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے پہلے پڑھا:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

پھر فرمایا:

سَمْعٌ وَطَاعَةٌ

ہمارا کام ہے سننا اور ماننا۔

پس حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا دروازہ بند کرلیا۔

پھر سیدنا فاروقِ اعظم کی جانب پیغام بھیجا، پھر حضرت عباس کی طرف ویسا ہی پیغام بھیجا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا سَدَدْتُ أَبْوَابَكُمْ وَفَتَحْتُ بَابَ عَلِيٍّ، وَلَكِنَّ اللَّهَ فَتَحَ بَابَ عَلِيٍّ وسَدَّ أَبْوَابَكُمْ

میں نے از خود تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور علی کا دروازہ نہیں کھولا۔ اللہ جل وعلا نے خود علی کا دروازہ کھولا ہے اور تمہارے دروازے بند کروادیئے ہیں۔

(مسند البزار 506)

قارئینِ ذی قدر!

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ مولائے کائنات مولا علی اور آپ کی ذریت کو اپنی مسجد کے لیے "مُطَہِّر" قرار دے رہے ہیں اور اپنی مسجد کی طہارت کا ذریعہ بتا رہے ہیں لیکن مبغِضینِ مولا علی کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ:

× اول تو اس اجازت کو مولائے کائنات کی خصوصیت ماننے کو تیار نہیں۔

× ثانیا: اس خصوصیت کا سبب "طہارت" ماننے کو شیعی فکر قرار دینا چاہ رہے ہیں۔

جسے رسول اللہ ﷺ مسجد کی پاکی کا ذریعہ بتائیں، اگر اس کی پاکی کو رخصت کا سبب قرار دینا شیعی فکر ہے تو پھر دجالی ٹولہ بتائے کہ انہوں نے اپنی فکر کہاں سے "برآمد" کی ہے؟

## عدی بن ثابت کی روایت

سطورِ بالا میں حضرت سیدنا مولا علی سے مروی حدیث کی تائید عدی بن ثابت کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ عدی بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کی جانب تشریف لائے تو فرمایا:

**إن الله أوحى إلى نبيه موسى أن ابن لي مسجداً طاهراً لا يسكنه إلا موسى، وهارون، وابنا هارون، وإن الله أوحى إلى أن ابن لي مسجداً طاهراً لا يسكنه إلا أنا، وعلي، وابنا علي**

بے شک اللہ جل و علا نے اپنے نبی موسی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میری رضا کے لیے پاک صاف مسجد بنا جس میں موسی اور ہارون اور ہارون کے دونوں بیٹوں کے علاوہ کسی کو رہنے کی اجازت نہیں۔ اور بے شک اللہ جل و علا نے میری طرف بھی وحی فرمائی کہ میری رضاجوئی

کے لیے مسجد بنا، جس میں میرے ، علی اور علی کے دونوں بیٹوں کے علاوہ کسی کو رہنے کی اجازت نہیں۔

(مناقب علی لابن المغازلی 301)

## ابو حازم اشجعی کی روایت

زبیر بن بکار نے اخبارِ مدینہ میں ابو حازم اشجعی سے مرسلا روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِن الله امر مُوسَى ان يَبْنِي مَسْجِدا طَاهِرا لَا يسكنهُ إِلَّا هُوَ وَهَارُون وَأَن الله أَمرنِي أَن ابْنى مَسْجِدا طَاهِرا لَا يسكنهُ إِلَّا أَنا وَعلى وابنا عَليّ

بے شک اللہ جل و علانے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ پاک مسجد بنائیں جس میں صرف موسی اور ہارون علیہما السلام رہیں۔ اور مجھے بھی حکم دیا کہ میں پاک مسجد بناؤں جس میں صرف میں اور علی اور علی کے دونوں بیٹے رہیں۔

(اخبار المدینہ للزبیر بن بکار ص46 ، الخصائص الکبری للسیوطی 424/2 ، سبل الہدی والرشاد 424/10)

اگر سطورِ بالا میں مذکور احادیثِ طیبہ کے ثبوت میں کوئی تردد ہو تو مسلکِ رضا کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کے ہاں "مطلع القمرین" کا ثبوت تو یقینی ہے ، لہذا "مطلع القمرین" کی عبارت کی درست توجیہ فرمادیں اور بتادیں کہ:

اگر مولائے کائنات کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد میں داخلہ اور رہائش کا سبب آپ کی بے مثال طہارت ماننا شیعی فکر ہے تو امام احمد رضا خان نے اس خصوصیت کو طہارت کے ساتھ

کیوں جوڑا اور اس خصوصیت کے بیان کے لیے مولائے کائنات کی طہارت بیان کرتے ہوئے چار کلمات کا استعمال کیوں کیا؟

## سیدنا فاروقِ اعظم اور مولائے کائنات کی طہارت

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

مولا علی کو تین ایسی خصلتیں عطا کی گئیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی عطا ہوتی تو میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی۔

پوچھا گیا: وہ کون کون سی؟

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

**تَزَوَّجُهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِلُّ لَهُ فِيهِ مَا يَحِلُّ لَهُ، وَالرَّايَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ**

حضرت علی کا رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ سے نکاح۔

مولا علی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا، جو رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد میں حلال وہ مولا علی کے لیے حلال۔

اور خیبر کے روز جھنڈا۔

(مستدرک علی الصحیحین 4632 ، مناقب الاسد الغالب ص 15)

امام حاکم نے فرمایا:

**هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ**

(مستدرک علی الصحیحین 4632)

حافظ شمس الدین ذہبی "عبد اللہ بن جعفر المدینی" کی وجہ سے امام حاکم کی تصحیح سے راضی

نہیں۔ لہذا کہا:

**بل المديني عبد الله بن جعفر ضعيف**

(تلخیص الذہبی 4632)

لیکن امام طحاوی کے مطابق "عبد اللہ بن جعفر" میں دو احتمال ہیں۔ یا تو یہ "مخرمی" ہیں جو باب حدیث میں محمود ہیں۔ اور اگر مدینی ہیں تو اگرچہ ان کی روایت "مخرمی" کی روایت کے پائے کی تو نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ان کی روایت پایۂ اعتبار سے ساقط بھی نہیں ہوتی۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو ملاحظہ ہو:

**قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الَّذِي عَادَ إِلَيْهِ هَذَا الْحَدِيثُ , إِنْ يَكُنْ هُوَ الْمَخْرَمِيَّ , فَهُوَ مِمَّنْ يُحْمَدُ فِي حَدِيثِهِ , وَإِنْ يَكُنْ هُوَ ابْنَ نَجِيحٍ أَبُو عَلِيِّ بْنَ الْمَدِينِيِّ , فَإِنَّ حَدِيثَهُ لَيْسَ كَحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيِّ , وَلَكِنَّهُ لَيْسَ بِسَاقِطٍ , قَدْ حَدَّثَ النَّاسُ عَنْهُ , وَأَحَدُ مَنْ حَدَّثَ عَنْهُ ابْنُهُ , وَهُوَ إِمَامُ أَهْلِ الْحَدِيثِ.**

(شرح مشکل الآثار 3551)

## بابِ مناقب اور روایتِ ضعیفہ

میں کہتا ہوں کہ: اگرچہ حافظ ذہبی اربابِ فن کے ہاں بابِ جرح میں "تشدد" کے ساتھ مطعون ہیں۔ لیکن اگر ہم امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو کے بجائے حافظ ذہبی ہی کی تضعیف کا اعتبار کر لیں، اور اس حدیث کے شواہد کا بھی اعتبار نہ کریں جب بھی حدیث زیادہ سے زیادہ ضعیف ہی قرار پائے گی۔ اور بابِ مناقب میں حدیثِ ضعیف لائقِ اعتماد ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی رقمطراز ہیں:

**الذی اطبق علیه ائمتنا الفقہاء والاصولیون والحفاظ ان الحدیث**

**الضعيف حجة فی المناقب کما انه باجماع من یعتد به حجة فی فضائل الاعمال۔**

(تطہیر الجنان لابن حجر الہیتمی ص 53)

? معذور دجالی ٹولے سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

مولائے کائنات سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو بحالتِ جنابت مسجد میں رہنے اور مسجد سے گزرنے کی اجازت اگر "عذر" اور "مجبوری" کی بنیاد پر تھی اور تم خود مان چکے ہو کہ:

"حالت عذر میں تو عام امتی بھی حالت جنابت میں مسجد سے گذر سکتا ہے۔"

تو یہ بتاؤ کہ سیدنا فاروقِ اعظم کی اس گفتگو کے معنی کیا بنیں گے؟

تاجدارِ عدالت سیدنا فاروقِ اعظم مولائے کائنات مولا علی کے نصیب پہ رشک کر رہے ہیں۔۔۔ مولا علی کی ان تین خوبیوں کو اپنے حق میں سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی قرار دے رہے ہیں۔۔۔ مولا علی کو دی جانے والی چھوٹ اگر بر بنائے عذر و مجبوری تھی تو سیدنا فاروقِ اعظم کو رشک کرنے کی کیا حاجت تھی؟أَفَلَا تَعْقِلُونَ ؟؟؟

سیدنا فاروقِ اعظم کا اس امر کو مولا علی کے خصائص سے شمار کرنا اور پھر مولا علی کی اس عظمت وشان پہ رشک کرنا صاف بتا رہا ہے کہ یہاں عذر کا کوئی مسئلہ نہیں تھا، اگر عذر کی بات ہوتی تو اس میں ایک عام مسلمان کو بھی رشک کی حاجت نہ تھی، چہ جائیکہ سیدنا فاروقِ اعظم جیسے عظیم صحابی۔

## عبد اللہ بن عمر کی روایت

سیدنا فاروقِ اعظم کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر اس خوبی کو مولائے کائنات کی ایسی خوبی شمار

کرتے ہیں کہ اس کے ذکر کے بعد کسی دوسری خوبی کے بیان کی ضرورت ہی محسوس نہیں فرماتے۔ اور دورِ حاضر کے بعضیوں کی فکر کہتی ہے کہ اس میں مولائے کائنات کی کوئی خصوصیت تھی ہی نہیں، یہ تو محض عذر اور مجبوری کی وجہ سے اجازت دی گئی جس میں سارے امتی برابر کے شریک ہیں۔

میں ان مبغِضینِ مولا علی سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

اپنے تئیں تو لوگوں کو باور کروانا چاہتے ہو کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بڑے وفادار ہو۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ گستاخانِ صحابہ کے ساتھ تمہاری گٹھ جوڑ سکھر میں بھی آشکار ہو چکی ہے اور اب تو ملکی سطح پر بھی سامنے آچکی ہے۔

لیکن پھر بھی اگر تم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی وفاداری کا دعوی کرتے ہو تو کیا حضرت عبد اللہ بن عمر معمولی صحابی ہیں؟

بلا شبہ آپ کا شمار مجتہد صحابہ میں ہوتا ہے۔

جس خوبی کو حضرت عبد اللہ بن عمر مولائے کائنات کی ایسی خوبی شمار کریں کہ جس کے بعد کچھ بولنے کی حاجت ہی نہ سمجھیں۔ اور تم لوگ قیل و قال کے ذریعے اس خوبی کو خوبی ہی نہ سمجھو تو تمہارے اور منکرینِ صحابہ کے درمیان کونسا فرق باقی رہتا ہے؟

علاء بن عرار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے عرض کی:

**أَخْبِرْنِي عَنْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ۔**

مجھے سیدنا علی المرتضی اور سیدنا عثمانِ ذو النورین کے بارے میں بتایئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

**أَمَّا عَلِيٌّ , فَلَا تَسْأَلْنَا عَنْهُ , وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى مَنْزِلَتِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ**

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ سَدَّ أَبْوَابَنَا فِي الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِهِ

حضرت مولا علی کے بارے میں ہم سے مت پوچھ، البتہ تو خود رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ان کی حیثیت دیکھ کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (کھلنے والے) سارے دروازے بند کروا دیئے سوائے مولا علی کے دروازے کے۔

ایک روایت میں ہے کہ اتنی بات کر کے حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

وَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْهُ بِغَيْرِهِ

مولا علی کے بارے میں اس کے علاوہ میں تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا۔

(السنن الکبری للنسائی 8435 ، 8436 ، 8437 ، 8438 ، شرح مشکل الآثار 3558 ، المعجم الاوسط 1166 ، المعجم الکبیر 13760)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی کہتے ہیں:

رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ إِلا الْعَلاءَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ

(القول المسدد ص18)

## ابو سعید خدری کی روایت

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لاَ يَحِلُّ لأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ

اے علی! کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس مسجد میں حالتِ جنابت میں رہے، سوائے میرے اور سوائے تیرے۔

(جامع ترمذی 3727 ، السنن الکبری للبیہقی 13403 ، مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ حدیث 174)

♥ امام ترمذی نے کہا:

**هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ**

(جامع ترمذی 3727)

♥ حافظ ابنِ حجر سے جب اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

**وورد لحديث أبي سعيد شاهد نحوه من حديث سَعد بن أبي وقاص أخرجه البزار من رواية خارجة بن سعد عن أبيه، ورواته ثقات**

(اجوبۃ الحافظ ابن حجر عن احادیث المصابیح ص 15)

♥ علامہ سیوطی رقمطراز ہیں:

**وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَالَ النَّوَوِيُّ إِنَّمَا حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ بِشَوَاهِدِهِ قَالَ وَوَرَدَ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى وَأُمِّ سَلَمَةَ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ وَعَائِشَةَ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَجَابِرِ بن عبد الله أخرجه بن عَسَاكِرَ فِي تَارِيخِهِ وَمِنْ مُرْسَلِ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ أَخْرَجَهُ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ فِي أَخْبَارِ الْمَدِينَةِ**

(التعقبات 335 ، 336)

♥ علامہ مُظہری (متوفی 727ھ) اس حدیث کو ذکر کر کے رقمطراز ہیں:

**اعلم أن فضائلَ عليٍّ - رضي الله عنه - أكثرُ مِنْ أنْ تُحصى، وهذه الأحاديث شاهدة بها**

(المفاتیح فی شرح المصابیح 315/6)

♥ صالحی شامی اس باب کی متعدد احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

**فهذه الأحاديث تشهد لتحسين الترمذي**

(سبل الہدی والرشاد 10/ 424)

مسلمانو!

خدارا انصاف!

وہ حدیث جسے امام ترمذی نے "حسن" قرار دیا۔ ابنِ حجر عسقلانی، جلال الدین سیوطی اور علمائے اسلام کی ایک بڑی تعداد جس پہ اعتماد کرتی نظر آتی ہے۔۔۔کیا اب بھی بیانِ مناقب میں اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا؟

اور بالخصوص اس وقت جب اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ تو کیا اس پر اعتراض فقط اس لیے کیا جارہاہے کہ اس میں مولا علی کی خصوصیت کا بیان ہے؟؟؟

## کیا یہ خصوصیت مجبوری کے سبب تھی؟

جو مبغِضین یہ کہتے نظر آرہے ہیں کہ:

یہ حکم تو ایک عذر اور مجبوری کی بنیاد پر تھا کہ مولائے کائنات کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا ،سو مولائے کائنات کو مسجد سے گزرنے کی مجبوری تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس مجبوری کی وجہ سے اجازت دے دی۔۔۔

? میں ان حضرات سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تو قاعدۂ مسلمہ ہے:

**الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ**

یعنی ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں۔

اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ پس اگر مولائے کائنات کے لیے یہ چھوٹ مجبوری اور عذر کی وجہ سے مانی جائے تو پھر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ کیا رہ جائے گی:

**يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ**

اے علی!

کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس مسجد میں حالتِ جنابت میں رہے، سوائے میرے اور سوائے تیرے۔

جب عذر اور مجبوری کی حالت میں سب مسلمانوں کا حکم یکساں ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے حکمِ عام سے اپنی ذاتِ والا اور سیدنا مولا علی کو مستثنیٰ کیوں کیا؟

کیا مبغضینِ مولائے کائنات اس قسم کے حکم کی شرع شریف میں کوئی دوسری مثال پیش کر سکتے ہیں؟ یا ان کا سارا علمی زور خصائصِ مولا علی کے انکار پر ہی لگتا ہے؟

## خارجہ کی اپنے والد سے روایت

خارجہ بن سعد اپنے والد حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مولا علی سے فرمایا:

**لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَجْنُبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ**

میرے اور تمہارے علاوہ اس مسجد میں کسی کو حالتِ جنابت میں رہنا حلال نہیں۔

(مسند بزار 1197)

حافظ ابنِ حجر نے فرمایا:

**رواته ثقات**

(اجوبة الحافظ ابن حجر عن احاديث المصابيح ص 15)

## ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی روایت

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جانِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلا لِجُنُبٍ إِلا لِمُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

میں کسی حیض والی اور کسی جنابت والے کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا سوائے محمد ﷺ کی ذاتِ والا کے اور آپ ﷺ کی آلِ پاک کے۔

(التاریخ الکبیر للبخاری 67/2 ، السنن الکبری للبیہقی 4324)

## ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کی روایت

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کی جانب تشریف لائے اور باآوازِ بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ، وَلَا لِحَائِضٍ إِلَّا لِلنَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، وَعَلِيٍّ أَلَا بَيَّنْتُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا

خبر دار یہ مسجد کسی جنب اور حیض والی کے لیے حلال نہیں، سوائے نبی ﷺ اور آپ کی ازواجِ مطہرات، فاطمہ بنت محمد اور علی بن ابی طالب کے۔

خبر دار!

میں نے تمہارے لیے بیان کر دیا، کہیں تم بھٹک نہ جاؤ۔

(معجم کبیر 883 ، امالی ابن بشران 1390 ، الفوائد المعللۃ لابی زرعۃ الدمشقی 129)

## ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کی دوسری روایت

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہی سے دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ مَسْجِدِي حَرَامٌ عَلَى كُلِّ حَائِضٍ مِنَ النِّسَاءِ، وَكُلِّ جُنُبٍ مِنَ الرِّجَالِ،

إِلَّا عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيٍّ، وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

خبردار!

بے شک میری مسجد حیض والی ہر عورت اور جنابت والے ہر مرد پہ حرام ہے، سوائے محمد ﷺ اور آپ کے اہلِ بیت حضرت علی، سیدہ فاطمہ، امامین حسن و حسین پر۔

(السنن الکبری للبیہقی 13402)

## حضرت جابر کی روایت

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں کھجور کی ایک تر شاخ تھی جو آپ ﷺ نے ہمیں لگائی اور فرمایا:

تَرْقُدُونَ فِي الْمَسْجِدِ إِنَّهُ لَا يُرْقَدُ فِيهِ

مسجد میں سو رہے ہو؟ مسجد میں نہیں سویا جاتا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں: ہم جلدی سے باہر نکلے اور سیدنا مولا علی بھی ہمارے ساتھ جلدی سے چل پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَهْ، تَعَالَ يَا عَلِيُّ، إِنَّهُ يَحِلُّ لَكَ فِي الْمَسْجِدِ مَا يَحِلُّ لِي، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكَ لَتَذُودُ عَنْ حَوْضِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَذُودُ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ عَنِ الْمَاءِ بِعَصًا لَكَ مِنْ عَوْسَجٍ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَقَامِكَ مِنْ حَوْضِي ".

ٹھہرو! اے علی ادھر آؤ!

بے شک مسجد میں تمہارے لیے بھی وہ سب حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے۔۔۔!!!

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے!

بے شک تم قیامت کے روز اپنی عوسج کی چھڑی سے میرے حوض سے (منافقوں کو) ایسے ہٹاؤ گے جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ ہٹائے جاتے ہیں۔

مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں (اس وقت بھی) میرے حوض پہ تمہارے کھڑے ہونے کے مقام کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔

(تاریخ المدینۃ لابن شبۃ 37/1 ، 38 ، اتحاف الخیرۃ المھرۃ 56/2 ، المطالب العالیۃ 153/16)

## عبد اللہ بن مسعود کی روایت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات عشاء کی نماز ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور مسجد میں صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی جن میں ابو بکر صدیق، عمرِ فاروق، عثمانِ ذو النورین، سیدنا حمزہ بن عبد المطلب، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور صحابہ کی ایک جماعت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا هَذِهِ الْجَمَاعَةُ؟

یہ جماعت کیسی ہے؟

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں، ہم میں سے کچھ نماز کا ارادہ

رکھتے ہیں اور کچھ (مسجد میں ہی) سونا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**إِنَّ مَسْجِدِيَ لَا يُنَامُ فِيهِ انْصَرِفُوا إِلَى مَنَازِلِكُمْ، وَمَنْ أَرَادَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّ فِي مَنْزِلِهِ رَاشِدًا وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَنَمْ فَإِنَّ صَلَاةَ السِّرِّ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاةِ الْعَلَانِيَةِ**

میری مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ اور جو شخص نماز کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں نماز پڑھے اور جو نہ پڑھ سکے وہ سو جائے۔ کیونکہ پوشیدگی کی (نفلی) نماز اعلانیہ نماز سے دوگنی کر دی جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

ہم اٹھ کر الگ الگ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ حضرت علی بھی تھے وہ بھی ہمارے ساتھ اٹھ گئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا:

**أَمَّا أَنْتَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ لَكَ فِي مَسْجِدِي مَا يَحِلُّ لِي وَيَحْرُمُ عَلَيْكَ مَا يَحْرُمُ عَلَيَّ**

رہے تم! تو میری مسجد میں تمہارے لیے وہ سب حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے اور تمہارے لیے وہ حرام ہے جو میرے لیے حرام ہے۔

حضرت حمزہ نے عرض کی:

**يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا عَمُّكَ وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ عَلِيٍّ**

یارسول اللہ! میں آپ کا چچا ہوں اور میں آپ کو علی کی نسبت زیادہ قریب ہوں۔ (پھر مجھے

منع کیوں جبکہ علی کو اجازت ہے ؟)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

صَدَقْتَ يَا عَمِّ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا هُوَ عَنِّي إِنَّمَا هُوَ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

چچا! آپ نے سچ فرمایا۔ (لیکن) اللہ کی قسم یہ حکم میری طرف سے نہیں، یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصبهانی 60)

## کیا اب بھی مجبوری کا ہی بہانہ ہو گا؟

برادرانِ اسلام!

کیا حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی مذکورہ حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مولائے کائنات کو حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے کی حالت محض اس مجبوری کی خاطر دی گئی تھی کہ آپ کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا اور اس مجبوری اور عذر میں سب کے سب شریک ہیں ؟

ان حدیثوں میں مسجد سے گزرنے کی نہیں، مسجد میں سونے کی بات ہو رہی ہے۔۔۔!!!

مولائے کائنات کا گھر مسجدِ نبوی شریف کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنا تو مجبوری ہو سکتا ہے، مسجد میں سونا کونسی مجبوری ہے؟ جب کاشانۂ اقدس مسجد کے ساتھ جڑا ہوا ہے تو پھر مسجد میں رہنا تو کوئی مجبوری نہیں۔

? اور جو حضرات یہ دعوی کر رہے ہیں کہ:

"عذر اور مجبوری کی حالت میں تو ہر مسلمان کے لیے یہی حکم ہے"

ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ: اگر اس حکم میں سب کے سب یکساں ہیں تو رسول اللہ ﷺ چھڑی لے کر اپنے صحابہ کو مسجد سے نکالتے کیوں نظر آتے ہیں؟

جس چیز کی چھوٹ ہر کس وناکس کو ہے، اس کی چھوٹ رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ کو کیوں نہیں؟

سو ماننا پڑے گا کہ مولائے کائنات کو یہ خصوصیت کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ بغیر کسی عذر و مجبوری کے مولائے کائنات کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنا بھی جائز تھا اور مسجد میں ٹھہرنا بھی جائز تھا۔ **وهو المدعى**

## مطلب بن عبد اللہ کی روایت

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے، فرمایا:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ أَذِنَ لأَحَدٍ أَنْ يَمُرَّ فِي الْمَسْجِدِ وَلا يَجْلِسُ فِيهِ وَهُوَ جُنُبٌ إِلا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّه كَانَ يَدْخُلُه جُنُباً وَيَمُرُّ فِيهِ لأَنَّ بَيْتَهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ**

نبی ﷺ نے حالتِ جنابت میں کسی کو اجازت نہ دی تھی کہ وہ مسجد سے گزرے یا مسجد میں بیٹھے سوائے حضرت علی کے۔ آپ حالتِ جنابت میں مسجد میں داخل بھی ہوا کرتے تھے اور گزرا بھی کرتے تھے، کیونکہ آپ کا گھر مسجد میں تھا۔

(احکام القرآن للجهضمی حدیث 138)

علامہ ابنِ حجر کہتے ہیں:

**وَهَذَا مُرْسَلٌ قَوِيٌّ يَشْهَدُ لَهُ مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ**

(القول المسدد ص19)

## حدیثِ مرسل اور حنفی

میں کہتا ہوں کہ:

حافظ ابنِ حجر نے اسے مرسل ضرور کہا لیکن ساتھ "قوی" بھی قرار دیا اور اس کے لیے شاہد کا ذکر بھی کر دیا۔ ایسی صورت میں تو یہ بابِ عمل میں بھی حجت ہے۔ چہ جائیکہ بابِ مناقب کی بات کی جائے۔ اور بالخصوص حنفی اصول کے مطابق، جن کے ہاں مرسل بشرائطہ حجت ہے، بلکہ بعض شرائط کے ہوتے ہوئے حدیثِ مرسل حدیثِ مسند سے بھی فوق ہے۔

اگر بابِ عمل میں مرسل حجت بلکہ بعض صورتوں میں مسند سے فوق ہو، پھر بابِ مناقب میں اسے حجت نہ ماننے والا دجالی ہی ہو سکتا ہے، کم از کم حنفی تو نہیں ہو سکتا۔

اگر اس ٹولے میں حنفیت کی معمولی سی رمق بھی باقی ہوتی تو امام طحاوی کی بات مان لیتے جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی نے اسے مولائے کائنات کے خصائص سے شمار کیا ہے۔ اور امام طحاوی کی حیثیت حنفی مذہب میں معمولی نہیں۔ آپ مجتہد فی المسائل بلکہ مجتہد فی المذہب کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن ناصبی دجالیوں پر بغضِ مولائے کائنات ایسا غالب آ چکا ہے کہ حنفی کہلانے کے باوجود اپنے ہی مذہب کے مجتہدین کی آراء کو اختیار کرنے کے بجائے مولائے کائنات کے خصائص کی نفی کی خاطر بعض غیر حنفی علماء کے قیل و قال پیش کرنے تک پہنچ چکے ہیں۔

اسے جہالت اور بغضِ مولا علی کا سب سے گھٹیا درجہ نہ کہا جائے تو اور کونسا نام دیا جائے؟

## امام ابو بکر جصاص اور طہارتِ مولائے کائنات

بات حنفیت کی چلی تو ذکر کرتا چلوں کہ حنفیوں کے مجتہدین میں امام ابو بکر جصاص رازی کا نام

آتا ہے۔ آپ کا شمار اصحابِ تخریج میں ہوتا ہے۔ آپ نے بھی سطورِ بالا میں مذکور حدیث کو بیان کر کے ،اس کے مرسل ہونے کی پرواہ کیے بغیر اس سے مولائے کائنات کی خصوصیت پر استدلال کیا۔

♥ کیونکہ اولاتو اس کے شواہد موجود ہیں جو ارسال کی وجہ سے آنے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔

♥ ثانیا: حنفیوں کے نزدیک مرسل حجت بلکہ بعض اوقات مسند سے فوق ہے۔

♥ ثالثا: یہ بابِ مناقب ہے اور سطورِبالا میں مذکور حدیث قوی مراسیل سے ہے۔

امام ابو بکر جصاص کی گفتگو ملاحظہ ہو:

وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ كثيرة بْنِ زَيْدٍ عَنْ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ أَذِنَ لِأَحَدٍ أَنْ يَمُرَّ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا يَجْلِسَ فِيهِ وَهُوَ جُنُبٌ إلَّا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُهُ جُنُبًا وَيَمُرُّ فِيهِ لِأَنَّ بَيْتَهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَخْبَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِحَظْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلّم الاجتياز كما حظر عليهم العقود وَمَا ذُكِرَ مِنْ خُصُوصِيَّةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ صَحِيحٌ وَقَوْلُ الرَّاوِي لِأَنَّهُ كَانَ بيته في المسجد ظن مِنْهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ بِتَوْجِيهِ الْبُيُوتِ الشَّارِعَةِ إلَى غَيْرِهِ وَلَمْ يُبِحْ لَهُمْ الْمُرُورَ لِأَجْلِ كَوْنِ بُيُوتِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ وَإِنَّمَا كَانَتْ الْخُصُوصِيَّةُ فِيهِ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ غَيْرِهِ

سفیان بن حمزہ نے کثیر بن زید سے روایت کیا اور انہوں نے مطلب سے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو حالتِ جنابت میں نہ تو مسجد سے گزرنے کی اجازت دی اور نہ ہی مسجد میں بیٹھنے کی ،سوائے حضرت علی کے۔ کیونکہ آپ حالتِ جنابت میں مسجد میں داخل ہوا کرتے اور اس

سے گزرا کرتے تھے کیونکہ آپ کا گھر مسجد میں تھا۔

(امام جصاص کہتے ہیں) راوی نے اس حدیث میں بتادیا کہ نبی ﷺ نے (حالتِ جنابت میں مسجد سے) گزرنے سے بھی روک دیا تھا جیسے انہیں (اس حالت مسجد میں) بیٹھنے سے منع کیا تھا۔

اور راوی نے مولا علی کی جس خصوصیت کا ذکر کیا وہ درست ہے۔

اور راوی کا کہنا کہ (یہ چھوٹ مولا علی کو اس لیے تھی کہ) آپ کا گھر مسجد کے اندر تھا۔

یہ راوی کا اپنا گمان ہے (جو ٹھیک نہیں)

کیونکہ نبی ﷺ نے پہلی حدیث میں ان گھروں (کے رخ) پھیرنے کا حکم جاری فرمایا جو مسجد کی جانب کھلتے تھے اور صحابہ کے گھر (کے دروازے) مسجد میں ہونے کے باوجود انہیں گزرنے کی اجازت نہ دی۔ (لہذا اگر بات فقط گھر کے دروازے کی ہوتی تو باقی صحابہ کو بھی اجازت دے دی جاتی اور ان کے گھروں کے دروازے تبدیل نہ کروائے جاتے۔ پس حق یہ ہے کہ) اس خاص امر میں خصوصیت فقط مولا علی کو ملی، یہ خصوصیت کسی اور کے لیے نہ تھی۔

(احکام القرآن للجصاص 169/3)

قارئینِ ذی قدر!

امام ابو بکر جصاص رازی واشگاف الفاظ میں "حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرے رہنے" کو نہ صرف مولائے کائنات کی خصوصیت مان رہے ہیں، بلکہ جن حضرات نے یہ سمجھا کہ:

"یہ اجازت محض اس لیے تھی کہ مولائے کائنات کا گھر مسجد میں تھا"

امام جصاص نے ان کی بات کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ اگر یہ اجازت فقط دروازہ مسجد میں

ہونے کی وجہ سے ہوتی تو جیسے باقی صحابہ کے دروازے بند کروادیئے گئے ، ویسے ہی مولا علی کا دروازہ بھی بند کروایا جاسکتا تھا، سو ماننا پڑے گا کہ بات فقط مسجد میں دروازہ کھلنے کی نہ تھی، یہ ایک عظیم خصوصیت تھی جو مولائے کائنات کے حصے میں آئی۔

یہ ساری بات امام جصاص جیسی شخصیت کے قلم سے صادر ہوئی، لیکن دجالی اور ناصبی کیا جانیں کہ امام ابو بکر جصاص کون ہیں۔ انہیں اگر گوگل سیرچ سے کسی بھی قسم کی عبارت مل گئی تو وہ امام ابو بکر جصاص کی گفتگو کو ٹھوکر مارنے میں لمحہ بھر تاخیر نہیں کریں گے۔

## امام جصاص کی گفتگو کی قدرے تفصیل

جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ: حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے یا مسجد سے گزرنے میں مولا علی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ یہ اجازت تو مجبوری کی وجہ سے تھی کہ حضرت علی کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔ پس ہر حال میں مسجد سے گزرنا مولا علی کی مجبوری تھی، اور مجبوری میں کوئی بھی مسجد سے گزر سکتا ہے، چاہے وہ حالتِ جنابت میں ہو یا عورت ہو اور حیض یا نفاس کی حالت میں ہو۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ:

اگر اس میں مولا علی کی کوئی خصوصیت نہیں تھی تو رسول اللہ ﷺ نے جس وقت مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے بند کروادیئے تو اس وقت مولا علی کا دروازہ کیوں نہ بند کروایا؟

دروازے تو بہت سے صحابہ کے مسجد میں کھلتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سارے بند کروا دیئے، کیونکہ مسجد میں دروازے کھلے رکھے جاتے تو مسجد کا تقدس بر قرار رکھنا دشوار ہو جاتا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے سارے دروازوں کو بند کرنے کا حکم جاری فرما دیا۔ لیکن مولا علی کی باری آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مولا علی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

بعض صحابہ نے اس سلسلے میں گزارش بھی کرنا چاہی کہ:

سارے دروازے بند کروا دیئے گئے ہیں، مولا علی کا دروازہ کیوں کھلا ہے؟

توجوابا رسول اللہ ﷺ نے کسی عذر اور مجبوری کا اظہار کرنے کے بجائے فرمایا:

نہ تو میں نے کسی کا دروازہ کھلوایا ہے اور نہ ہی کسی کا دروازہ بند کروایا ہے۔ جس کا دروازہ بند ہوا وہ بھی حکمِ الٰہی سے بند ہوا اور جس کا دروازہ کھلا رکھا گیا وہ بھی حکمِ خداوندی سے ہوا۔۔۔!!!

## بس علی کا دروازہ کھلا چھوڑو۔۔۔!!!

## سعد بن ابی وقاص کی روایات

عبد اللہ بن رقیم کنانی کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے دنوں ہم مدینۂ طیبہ حاضر ہوئے اور وہاں ہماری ملاقات حضرت سعد بن مالک سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

**أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ الشَّارِعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، وَتَرْكِ بَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ**

رسول اللہ ﷺ نے ان تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دے دیا جو مسجد میں کھلتے تھے اور مولا علی کا دروازہ (کھلا) چھوڑ دیا۔

(مسند احمد بن حنبل 1511 ، مناقب علی لابن المغازلی 306)

علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں:

**أخرجه أحمد والنسائي وإسناده قوي**

(فتح الباری 63/2)

القول المسدد میں فرمایا:

**وَهَذَا الحَدِيث من هَذَا الْبَاب هُوَ حَدِيث مَشْهُور لَهُ طرق مُتعَدِّدَة كل طَرِيق**

**مِنْهَا على انفرادها لَا تقصر عَن رُتْبَة الْحسن ومجموعها مِمَّا يقطع بِصِحَّتِهِ على طَرِيقَة كثير من أهل الحَدِيث**

(القول المسدد ص16)

پھر اس حدیث کے مختلف طرق بیان کرنے کے بعد فرمایا:

**فَهَذِهِ الطُّرُقُ الْمُتَظَاهِرَةُ مِنْ رِوَايَاتِ الثِّقَاتِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَدِيثَ صَحِيحٌ دَلالَةً قَوِيَّةً وَهَذِهِ غَايَةُ نَظَرِ الْمُحَدِّثِ**

(القول المسدد ص18)

فتح الباری میں اس باب سے متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

**وهذه الأحاديث يقوي بعضها بعضا وكل طريق منها صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعها**

(فتح الباری 15/7)

## حضرت سعد کی دوسری روایت

حارث بن ثعلبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد سے کہا:

کیا آپ حضرت علی کے مناقب میں سے کسی کے گواہ ہیں؟

حضرت سعد نے فرمایا:

میں حضرت علی کے چار مناقب کا گواہ ہوں اور پانچویں کا بھی گواہ ہوں۔ ان مناقب میں سے آخری منقبت میرے لیے ہوتی تو وہ مجھے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی۔

**سَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ وَتَرَكَ بَابَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: " مَا أَنَا سَدَدْتُهَا ، وَمَا أَنَا تَرَكْتُهَا "**

رسول اللہ ﷺ نے مسجد (میں کھلنے والے) سارے دروازے بند کر دیئے اور حضرت علی کا

دروازہ (کھلا) چھوڑ دیا۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
(اپنی طرف سے) نہ میں نے (دوسروں کے) دروازے بند کروائے اور نہ ہی میں نے (حضرت علی کا) دروازہ (کھلا) چھوڑا۔ (یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔)

حضرت سعد نے مزید فرمایا:

**وَزَوَّجَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ , فَوَلَدَتْ لَهُ , وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ"**

(حضرت علی کی ایک منقبت یہ بھی ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا جن سے مولا علی کی اولاد ہوئی۔

(اور وہ منقبت جو مجھے مل جاتی تو دنیا و مافیہا سے مجھے محبوب ہوتی وہ یہ کہ) خیبر کے روز جھنڈا مولا علی کو عطا فرمایا۔

(شرح مشكل الآثار 3553)

## حضرت سعد کی تیسری روایت

حارث بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملاقات کی اور میں نے کہا:

**هَلْ سَمِعْتَ لِعَلِيٍّ، مَنْقَبَةً؟**

کیا آپ نے (رسول اللہ ﷺ کی زبانی) مولا علی کی کوئی منقبت (خود اپنے کانوں سے) سنی؟

حضرت سعد نے کہا:

ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مسجد میں تھے۔ ایک رات ہمارے بیچ نداء کی گئی:

**لِيَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا آلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآلَ عَلِيٍّ**

رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی کے علاوہ (سب لوگ) مسجد سے نکل جائیں۔

حضرت سعد کہتے ہیں کہ ہم نکل گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے:

**يَا رَسُولَ اللهِ أَخْرَجْتَ أَصْحَابَكَ وَأَعْمَامَكَ وَأَسْكَنْتَ هَذَا الْغُلَامَ**

یارسول اللہ!

آپ نے اپنے صحابہ کو (مسجد سے) باہر نکال دیا اور اپنے چچا کو بھی اور اس نوجوان لڑکے (حضرت علی) کو مسجد میں ٹھہرا لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**مَا أَنَا أَمَرْتُ بِإِخْرَاجِكُمْ وَلَا بِإِسْكَانِ هَذَا الْغُلَامِ، إِنَّ اللهَ هُوَ أَمَرَ بِهِ**

نہ تو میں نے تمہیں باہر نکالنے کا حکم جاری کیا اور نہ ہی اس نوجوان کو ٹھہرانے کا۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے۔

(السنن الکبری للنسائی 8371)

## حضرت سعد کی چوتھی روایت

مصعب بن سعد اپنے والدِ گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص سے راوی، فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کے علاوہ سارے دروازے بند کرنے کا حکم جاری فرمادیا۔

صحابہ نے عرض کی:

**يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَدَدْتَ الْأَبْوَابَ كُلَّهَا، إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ؟**

یارسول اللہ! حضرت علی کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کردیئے گئے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

**مَا أَنَا سَدَدْتُ أَبْوَابَكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ سَدَّهَا**

میں نے (اپنی طرف سے) تمہارے دروازے بند نہیں کیے۔ اللہ جل و علا نے تمہارے دروازوں کو بند (کرنے کا حکم دیا) ہے۔

(معجم اوسط 3930)

علامہ ابنِ حجر نے فرمایا: **رجالها ثقات**

(فتح الباری 14/7)

## حضرت سعد کی پانچویں روایت

خارجہ بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سعد بن ابی وقاص نے بتایا:

**كانت لعلي عليه السلام مناقب لم تكن لأحد: كان يبيت في المسجد، وأعطاه الراية يوم خيبر، وسد الأبواب إلا باب علي.**

حضرت سیدنا مولا علی کے وہ مناقب تھے جو کسی کے لیے نہ تھے:

آپ مسجد میں رات کو سو جایا کرتے (حالانکہ کسی اور کو اس کی اجازت نہ تھی۔)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خیبر کے روز جھنڈا آپ کو عطا فرمایا۔

اور سارے دروازے بند کروا دیئے گئے سوائے حضرت علی کے دروازے کے۔

(مناقبِ علی لابن المغازلی 304)

## عبد اللہ بن عباس کی روایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

**أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَرَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ إِلاَّ بَابَ عَلِيٍّ**

رسول اللہ ﷺ نے (مسجد میں کھلنے والے) دروازے بند کرنے کا حکم فرما دیا، سوائے حضرت علی کے دروازہ کے۔

(جامع ترمذی 3732 ، مسند احمد 3061 ، السنن الکبری للنسائی 8373 ، مناقب علی لابن المغازلی 307 ، 308)

حضرت عبد اللہ بن عباس ہی سے دوسری روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں:

**وَسُدَّ أَبْوَابُ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ فَكَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَهُوَ جُنُبٌ، وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرَهُ**

مسجد (میں کھلنے والے) دروازے بند کروا دیئے گئے سوائے حضرت علی کے دروازے کے۔ حضرت علی حالتِ جنابت میں بھی مسجد میں داخل ہوتے رہتے تھے۔ اور مسجد کے علاوہ آپ کا کوئی دوسرا رستہ ہی نہ تھا۔

(السنن الکبری للنسائی 8374 ، معجم کبیر 12593)

علامہ ابنِ حجر ان دونوں روایات کے بارے میں فرماتے ہیں:

**أخرجهما أحمد والنسائي ورجالهما ثقات**

(فتح الباری 15/7)

## یحیی بن ابی سلیمان کی روایت

یحیی بن ابی سلیمان کہتے ہیں:

**أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَسُدَّتْ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ**

رسول اللہ ﷺ نے مسجد (میں کھلنے والے) دروازوں کے بارے میں حکم فرمایا تو انہیں بند کر دیا گیا، سوائے حضرت علی کے دروازے کے۔

(السنن الکبری للنسائی 8373)

## جابر بن سمرہ کی روایت

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (کی جانب کھلنے والے) سارے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا، سوائے حضرت علی کے دروازہ کے۔

حضرت عباس نے عرض کی:

**يَا رَسُولَ اللهِ قَدْرَ مَا أَدْخُلُ أَنَا وَحْدِي وَأَخْرَجُ**

یارسول اللہ! (مجھے) صرف اتنی جگہ (کھلی رکھنے کی اجازت دے دیجیے) جس سے میں اکیلے آ جا سکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**مَا أُمِرْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ**

مجھے اس کی اجازت نہیں۔

جابر بن سمرہ کہتے ہیں:

**فَسَدَّهَا كُلَّهَا غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ وَرُبَّمَا مَرَّ وَهُوَ جُنُبٌ**

پس رسول اللہ ﷺ نے سارے دروازے بند کروا دیئے سوائے حضرت علی کے دروازے کے، آپ بسا اوقات حالتِ جنابت میں ہوتے جب بھی وہیں سے گزرتے۔

(معجم کبیر 2031)

## عبد اللہ بن عمر کی روایت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

**كُنَّا نَقُولُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَسُولُ اللهِ خَيْرُ النَّاسِ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ**

ہم دورِ رسالت میں ہی کہا کرتے تھے کہ: سارے انسانوں سے بہتر رسول اللہ ﷺ ہیں، پھر ابو بکر صدیق، پھر عمرِ فاروق۔

**وَلَقَدْ أُوتِيَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ " زَوَّجَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ، وَوَلَدَتْ لَهُ، وَسَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ"**

حضرت سیدنا مولا علی کو تین وہ خصلتیں عطا کی گئیں، میرے لیے ان میں سے کسی ایک کا ہونا بھی سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر کا نکاح حضرت علی سے کیا جن سے حضرت علی کو اولاد بھی ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے سارے دروازے بند کر دیئے، سوائے حضرت علی کے مسجد میں دروازے کے۔

اور خیبر کے روز جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا۔

(مسند احمد 4794)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

**أخرجه أحمد وإسناده حسن**

(فتح الباری 15/7)

مولائے کائنات کی اس خصوصیت کو عذر اور مجبوری قرار دینے والوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ اگر یہ اجازت فقط عذر اور مجبوری کی وجہ سے تھی تو عبد اللہ بن عمر جیسی شخصیت کو یہ بات کیوں نا سمجھ آئی؟

ابنِ عمر کا تعلق فقہاء و مجتہد صحابہ میں ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ صحابیِٔ رسول، مجتہد اور فقیہ صحابی ایک ایسا حکم جو محض عذر اور مجبوری کی بنیاد پہ صادر کیا گیا، اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

**أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ**

یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

جب دجالی ٹولہ کے بقول اس سارے معاملے میں مولا علی کی کوئی خصوصیت ہے ہی نہیں تو پھر حضرت عبد اللہ بن عمر یہ بات کیوں نہیں سمجھ پائے؟

## حضرت بریدہ اسلمی کی روایت

حضرت بریدہ اسلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسجد میں کھلنے والے) سارے دروازے بند کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو یہ بات صحابہ کرام پہ گراں گزری۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو با جماعت نماز کے لیے لوگوں کو بلایا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ منبر پہ جلوہ گر ہوئے۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں:

**وَلَمْ يُسْمَعْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْمِيدًا وَتَعْظِيمًا فِي خِطْبَةٍ مِثْلُ يَوْمَئِذٍ**

اس روز جس انداز میں رسول اللہ ﷺ نے ذاتِ باری عزاسمہ کو حمد کی اور عظمت بیان فرمائی ، آپ کے کسی خطبہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا أَنَا سَدَدْتُهَا وَلَا أَنَا فَتَحْتُهَا بَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَدَّهَا**

اے لوگو!

نہ میں نے (لوگوں کے) دروازے بند کیے ہیں اور نہ ہی میں نے (حضرت علی کا دروازہ) کھولا ہے۔ اللہ جل و علا کی ذاتِ والا نے یہ دروازے بند کروائے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے تلاوت فرمایا:

**وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى**

قسم ستارے کی جب غروب ہو۔ نہ تو تمہارے صاحب بھٹکے اور نہ ہی باطل کی پیروی کی۔ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے، ان کی گفتگو تو وحی ہے جو ان کی جانب کی جاتی ہے۔

بریدہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی:

**دَعْ لِي كُوَّةً يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ**

مسجد میں میرا ایک روشن دان رہنے دیا جائے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں:

**وَتَرَكَ بَابَ عَلِيٍّ مَفْتُوحًا فَكَانَ يَدْخُلُ وَيَخْرُجُ مِنْهُ وَهُوَ جُنُبٌ**

حضرت علی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا، آپ جنابت کی حالت میں بھی اسی سے آیا جایا کرتے تھے۔

(فضائل الخلفاء الراشدين لابی نعيم الاصبهانی 59)

میں معذوروں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

اس حدیث میں مولا علی کی کوئی فضیلت ہے یا نہیں؟

اگر اس میں مولا علی کی کوئی فضیلت نہیں تو پھر حافظ ابو نعیم سے جا کر پوچھا جائے کہ:

جس کتاب کا نام "فضائل الخلفاء الراشدین" رکھا، اس میں معذوروں والی روایات لانے کی کیا وجہ؟

اور فقط کتاب نہیں، حافظ ابو نعیم نے اس حدیث کے بیان سے پہلے جو عنوان باندھا اسے ملاحظہ کیا جائے:

**ذِكْرُ فَضِيلَةٍ أُخْرَى لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لَمْ يُشْرِكْهُ فِيهَا أَحَدٌ**

امیر المؤمنین حضرت علی کی ایک اور ایسی فضیلت کا ذکر جس میں کوئی بھی شریک نہیں۔۔۔!!!

دجالیوں سے کوئی پوچھے کہ:

اگر بات عذر کی ہے تو پھر حافظ ابو نعیم کی اس گفتگو کی کیا توجیہ کی جائے گی؟

## ابو الحمراء اور حبہ عرنی کی روایات

ابو الحمراء اور حبہ عرنی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی جانب کھلنے والے دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر گراں گزرا۔

حبہ عرنی کہتے ہیں: (مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں نگاہِ تصور سے) سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کو دیکھ رہا ہوں، آپ نے سرخ چادر اوڑھ رکھی ہو اور آپ کی آنکھیں بہہ رہی ہوں اور آپ فرما رہے ہوں:

**أخرجت عمّك وأبا بكر وعمر والعباس وأسكنت ابن عمّك**

آپ نے اپنے چچا کو نکال دیا، ابو بکر، عمر، عباس کو نکال دیا اور اپنے چچا کے بیٹے کو ٹھہرالیا۔

اس روز ایک شخص نے کہا:

**ما يألوا برفع ابن عمّه**

اپنے چچا کے بیٹے کو بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

حبہ عرنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اندازہ ہو گیا کہ یہ معاملہ انہیں گراں گزرا ہے۔ پس آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سب کو بلا بھیجا۔ جب سب لوگ آ گئے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم منبر پہ جلوہ گر ہوئے:

**فلم يسمع لرسول الله ﷺ خطبة قط كان أبلغ منها تمجيدا وتوحيدا**

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی زبانِ اقدس سے توحید و تمجیدِ باری تعالی کے بیان پر مشتمل اس خطبہ سے زیادہ بلیغ خطبہ نہ سنا گیا۔

جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خطبہ دے چکے تو فرمایا:

**يا أيّها الناس ، ما أنا سددتها ، ولا أنا فتحتها ، ولا أنا أخرجتكم وأسكنته**

اے لوگو! نہ میں نے (تمہارے دروازے اپنی جانب سے) بند کیے ہیں اور نہ ہی میں نے (حضرت علی کا دروازہ از خود) کھولا ہے۔ نہ ہی میں نے تمہیں (از خود) باہر نکالا ہے اور نہ ہی (اپنی طرف سے) علی کو ٹھہرایا ہے۔

پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تلاوت فرمائی:

**وَالنَّجْمِ إِذا هَوى ما ضَلَّ صاحِبُكُمْ وَما غَوى وَما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحى**

قسم ستارے کی جب غروب ہو۔ نہ تو تمہارے صاحب بھٹکے اور نہ ہی باطل کی پیروی کی۔ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے، ان کی گفتگو تو وحی ہے جو ان کی جانب کی جاتی ہے۔

(مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ حدیث 544 ، تفسیر در منثور 642/7)

## مولا علی کی روایت

سیدنا مولا علی سے مروی ہے، فرمایا:

**لَمَّا أُمِرَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ حَمْزَةُ يَجُرُّ قَطِيفَةً حَمْرَاءَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ يَبْكِي**

جب مسجد (میں کھلنے والے) دروازے بند کرنے کا حکم جاری ہوا (اور مولا علی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا) تو رسول اللہ ﷺ کے چچا سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبد المطلب سرخ چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (کہ آپ نے علی کو مسجد میں ٹھہرائے رکھا لیکن ہم کو مسجد سے نکال دیا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**مَا أَنَا أَخْرَجْتُكَ، وَمَا أَنَا أَسْكَنْتُهُ، وَلَكِنِ اللَّهُ أَسْكَنَهُ**

نہ تو میں نے آپ کو (اپنی طرف سے) مسجد سے نکالا ہے اور نہ ہی علی کو (اپنی مرضی سے) مسجد میں ٹھہرایا ہے۔ لیکن اللہ جل وعلا نے علی کو مسجد میں ٹھہرایا ہے۔

(فضائل الخلفاء الراشدين لابى نعيم الاصبهانى 61)

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو حضرت علی آ گئے۔ ہمیں باہر نکال دیا گیا تو ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور پھر اندر چلے گئے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا:

**مَا أَنَا أَخْرَجْتُكُمْ وَأَدْخَلْتُهُ بَلِ اللَّهُ أَدْخَلَهُ وَأَخْرَجَكُمْ**

میں نے (اپنی طرف سے) تمہیں نہیں نکالا اور نہ ہی (اپنی طرف سے) علی کو اندر رہنے دیا

ہے۔ اللہ جل و علا نے اسے اندر رکھا اور تمہیں باہر نکال دیا۔

(السنن الكبرى للنسائى 8370 ، فضائل الخلفاء الراشدين لابى نعيم الاصبهانى 62)

## کیا اب بھی مجبوری ہی کا بہانہ کیا جائے گا؟

مولا علی سے بغض رکھنے والوں سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ:

بات اگر عذر اور مجبوری کی تھی تو اس میں تو سارے یکساں ہیں، پھر صحابہ کے سردار اور نبیوں کے بعد سب سے افضل انسان سیدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمانِ ذو النورین حتی کہ حضرت حمزہ کو اٹھا دینا اور مولا علی کو ٹھہرا دینے کی کیا توجیہ کی جائے گی؟

## مسجد میں سونا کونسی مجبوری ہے؟

بات اگر عذر اور مجبوری کی تھی تو عذر اور مجبوری تو آنے جانے میں سمجھی جا سکتی ہے، احادیثِ مذکورہ بالا میں تو مسجد میں سونے تک کی بات ہوئی ہے۔

حضرت مولا علی کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا، انہیں ہر حال میں مسجد سے آنے جانے کی مجبوری تھی۔ اس لیے انہیں اجازت دے دی جائے۔۔۔ لیکن یہ بتایا جائے کہ مسجد میں سونے کی کونسی مجبوری تھی؟

اور مجبوری بھی ایسی جو سیدنا صدیقِ اکبر کو نہیں۔ حضرت عمر کو نہیں۔ حضرت عثمان کو نہیں۔ سید الشہداء سیدنا حمزہ کو نہیں۔۔۔ !!!

لگتا ہے کہ مبغضینِ مولا علی کے دلوں سے حبِ علی نکلنے کے ساتھ ساتھ عقل بھی رفو چکر ہو گئی ہے۔

ہم بغضیوں سے یہ تقاضا نہیں کرتے کہ تم مولا علی کی شان بیان کرو۔۔۔ اور نہ ہی یہ تقاضا

کرتے ہیں کہ تم مولا علی کے خصائص اور کمالات کا انکار نہ کرو۔۔۔

تم لوگ کرتے رہو ورنہ یزید و مروان کو کیسے راضی کرو گے۔۔۔؟؟؟

لیکن کم از کم اتنا تو کرو کہ بات ایسی کرو جو کسی عقل مند کے سامنے کی جائے تو وہ تمہیں جوتا اتار کر نہ مارے۔۔۔!!!

## بس علی کا دروازہ کھلو چھوڑو۔۔۔

## حضرت زید بن ارقم کی روایت

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے، فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے دروازے مسجد میں کھلا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**سُدُّوا هَذِهِ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ**

علی کے دروازے کو چھوڑ کر سارے دروازے بند کر دو۔

لوگوں نے اس سلسلے میں گزارش کی تو رسول اللہ ﷺ قیام فرما ہوئے۔ اللہ جل و علا کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا:

**أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَمَرْتُ بِسَدِّ هَذِهِ الْأَبْوَابِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ، فَقَالَ فِيهِ قَائِلُكُمْ، وَإِنِّي مَا سَدَدْتُ شَيْئًا وَلَا فَتَحْتُهُ، وَلَكِنِّي أُمِرْتُ بِشَيْءٍ فَاتَّبَعْتُهُ**

حمد و ثناء کے بعد بات یہ ہے کہ: میں نے علی کے دروازے کے علاوہ یہ سارے دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے جس کے بارے میں تمہارے کہنے والے نے کچھ کہا ہے۔ بے شک اللہ کی قسم! نہ تو میں نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو بند کیا اور نہ ہی (اپنی جانب سے) اسے کھولا،

لیکن مجھے ایک کام کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کی پیروی کی۔

(مسند احمد 19287 ، السنن الکبری للنسائی 8369 ، المستدرک علی الصحیحین 4631)

امام حاکم نے فرمایا:

**هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ**

حافظ ذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

(المستدرک علی الصحیحین 4631)

علامہ ابنِ حجر نے فرمایا:

**أخرجه أحمد والنسائي والحاكم ورجاله ثقات**

(فتح الباری 15/7)

## حضرت براء کی روایت

حضرت براء بن عازب سے بھی ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

(مناقبِ علی لابن المغازلی 305)

## نافع عن ابن عمر۔۔۔!!!

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا:

رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر انسان کون ہے؟

ابنِ عمر نے فرمایا: تمہیں اس سے کیا؟

پھر استغفار کیا اور فرمایا:

**خيرهم بعده من كان يحل له ما كان يحل له، ويحرم عليه ما كان يحرم عليه.**

رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر وہ شخص ہے جس کے لیے (مسجد میں) وہ سب حلال تھا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کے لیے (مسجد میں) حرام تھا وہ ان پہ بھی حرام تھا۔

نافع کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: وہ کون ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

**علي، سد أبواب المسجد وترك باب علي وقال له: لك في هذا المسجد ما لي، وعليك فيه ما علي**

حضرت علی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (میں کھلنے والے) دروازے بند کروا دیئے اور حضرت علی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا اور آپ سے فرمایا:

اس مسجد میں تمہارے لیے وہ سب جائز ہے جو میرے لیے جائز ہے اور تم پر وہ سب حرام ہے جو مجھ پر حرام ہے۔

(مناقب علی لابن المغازلی 309)

## مغزِ کلام

قارئینِ ذی قدر!

ان طرقِ متعددہ سے مروی احادیثِ کثیرہ کے بعد کسی بھی ہوش مند کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی بھی تردد نہیں ہو سکتا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا عمرِ فاروق، سیدنا عثمان ذو النورین حتی کے اپنے چچا سیدنا حمزہ اور دیگر تمام صحابہ جن کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے، سب کے سب بند کروا دیئے۔ مسجد میں دروازہ کھلا رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے اپنے کاشانۂ

اقدس کا یا مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کا۔

معمولی سی عقل کا حامل اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے، اور ما قبل میں امام جصاص کی گفتگو میں اس بات کی طرف اشارہ بھی گزرا کہ مسجد میں کھلنے والے دروازوں کی بندش کا حکم اس لیے نہ تھا کہ ان حضراتِ صحابہ کے مسجد میں داخلہ پر پابندی لگائی جارہی تھی۔ معاذ اللہ! ہر گز ایسا نہیں تھا۔ دروازوں کی بندش کا حکم ہی اس لیے صادر ہوا تھا کہ:

بعض اوقات بحالتِ مجبوری جنابت کی حالت میں اور عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور اب اگر گھر کا دروازہ مسجد کی جانب کھلے گا تو ایسی حالت میں مسجد سے گزرنا پڑے گا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے کو روکنے کے لیے سدِّ ابواب کا حکم ارشاد فرما دیا۔

پس سدِّ ابواب کے پیچھے علت "حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے کی حرمت" ہوئی۔

اگر یہ حرمت مولائے کائنات مولی علی کی ہستی کے لیے بھی ہوتی تو لازمی طور پر رسول اللہ ﷺ مولا علی کا دروازہ بھی بند کر دیتے۔ سب کے دروازے بند ہو جانا اور مولا علی کا دروازہ کھلا رہنا واضح دلیل ہے کہ:

"حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے کی حرمت" مولا علی کے حق میں تھی ہی نہیں۔۔۔!!!

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

## دعوی "بہر حال" ثابت ہے

اب اگر سطورِ بالا میں مذکورہ متعدد احادیث جن میں مولائے کائنات کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد میں آنے جانے اور ٹھہرنے کی اباحت کا بیان ہے، اگر ان احادیثِ طیبہ کو سامنے نہ

بھی رکھا جائے تو سدِّ ابواب والی احادیث ہی اس بات پہ دلالت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ:

باقی سب کے حالتِ جنابت میں مسجد میں داخلہ ناجائز تھا، سو سب کے دروازے بند کروا دیئے گئے۔ لیکن مولا علی کے لیے حالتِ جنابت میں بھی مسجد میں داخلہ منع نہ تھا، سو آپ کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا۔

اور اگر مبغضینِ مولائے کائنات کا دعوی ہے کہ:

دروازے بند کروائے جانے کی علت وہ نہیں جسے ہم نے ذکر کیا، بلکہ کوئی دوسری علت ہے تو ہم ان سے کہیں گے کہ: **هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ**

**نوٹ**: مسجدِ نبوی شریف میں کھلنے والے دروازوں اور کھڑکیوں کی بندش کا حکم ایک سے زائد مواقع پر صادر ہوا، ایک بار سارے دروازے بند کروا دیئے گئے اور فقط مولائے کائنات کے دروازے کو کھلا چھوڑا گیا اور دوسری بار رسول اللہ ﷺ کے وصال کے قریب تاجدارِ صداقت کے بارے میں حکم فرمایا گیا، جس سے تاجدارِ صداقت سیدنا صدیقِ اکبر کی خلافت پر بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ ان دونوں واقعات میں نہ تو باہم کوئی تعارض ہے اور نہ ہی استثناء کی علت یکساں ہے۔ **فلیتنبه**

## خصائص سے شمار کرنے والے علماء

گفتگو کے خاتمہ سے پہلے میں چند ایسے علماء کے نام اور ان کی گفتگو ذکر کرنا چاہوں گا جنہوں نے "حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنا اور مسجد میں ٹھہرنا" خصائص سے شمار کیا ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے فقط رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت کا ذکر کیا جبکہ دیگر نے ذاتِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ اسے مولائے کائنات کے خصائص سے بھی گنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ذکر کرنے کا ایک مقصد تو دجالی ٹولے کی ستم ظریفی ہے۔ بدبختوں نے جہاں خصوصیتِ مرتضی کا انکار کیا وہیں خصوصیتِ مصطفی ﷺ کا بھی انکار کر دیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ: جن احادیث وآثار سے خصوصیتِ مصطفی ﷺ پر استدلال ہوتا ہے، انہی میں خصوصیتِ مرتضی کا ذکر بھی موجود ہے۔ لہذا جو علماء خصوصیتِ مصفی ﷺ مان رہے ہیں، انہیں خصوصیتِ مرتضی ماننا بھی لازم ہے۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ یہ فقط چند علماء کے اسماءِ گرامی ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی ائمہ اعلام کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اس خوبی کو مولائے کائنات کے خصائص سے گنا ہے، لیکن اربابِ انصاف کے لیے یہ چند نام ہی کافی ہیں:

## امام ابو جعفر طحاوی متوفی 321ھ

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی نے اس خوبی کو خصائص سے گنا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمرِ فاروق، حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا مولا علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ بن

جراح کے بعض خصائص کا بیان کر کے فرمایا:

**فَهَذِهِ خَصَائِصُ كَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنِ اخْتَصَّهُ بِهَا مِنْ أَصْحَابِهِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ**

یہ وہ خصائص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے آپ کے صحابہ میں سے اس کے حصے میں آتے جس کا آپ ﷺ انتخاب فرماتے۔

(شرح مشکل الآثار 3566)

## ابو العباس ابن القاص متوفی 335ھ

امام نووی، حافظ ابنِ حجر اور علماء کی ایک بڑی تعداد نے ابو العباس ابن القاص کے اس موقف کا ذکر کیا۔ سطورِ ذیل میں علماء کے کلمات مسطور ہوتے ہیں۔

## امام ابو بکر جصاص رازی متوفی 370ھ

آپ کی گفتگو سطورِ بالا میں گزر چکی۔

## ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی متوفی 454ھ

علامہ سراج الدین ابن ملقن اور علامہ تقی الدین مقریزی رقمطراز ہیں:

**وَذكر الْقُضَاعِي هَذِه الخصوصية فِيمَا خص بهَا من بَين سَائِر الْأَنْبِيَاء وَعبر باللبث دون الدُّخُول فَقَالَ وَمِنْهَا أَنه أُبِيح لَهُ اللّبْث فِي الْمَسْجِد فِي حَال جنابته**

یعنی علامہ قضاعی نے اس خصوصیت کو ان خصوصیات سے ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کی ذاتِ والا کو انبیاءِ کرام کے مقابلے میں عطا کی گئیں۔ اور "دخول" کے بجائے "لبث" کے ساتھ تعبیر کیا اور کہا:

خصائصِ مصطفیٰ ﷺ میں سے ہے کہ: آپ ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد (سے فقط گزرنا نہیں بلکہ اس) میں ٹھہرنا (بھی) مباح تھا۔

(غاية السول فی خصائص الرسول ص183 ، امتاع الاسماع 183/10)

## امام ابو زکریا نووی متوفی 676ھ

امام نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

**وحكى أيضا صاحب (التلخيص) : أنه كان يحل له - صلى الله عليه وسلم - دخول المسجد جنبا**

صاحبِ تلخیص نے یہ بھی حکایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد میں داخلہ جائز تھا۔

اس کے بعد قفال اور امام الحرمین کے معارضہ کا ذکر کرنے اور ہر دو طرف کی کلام بالاختصار ذکر کرنے کے بعد فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

**فظهر ترجيح قول صاحب (التلخيص)**

پس صاحبِ تلخیص کے قول کا رجحان واضح ہو گیا۔

(روضة الطالبين 8/7 ، 9)

## علامہ محب الدین طبری متوفی 694ھ

علامہ محب الدین طبری نے "ذخائر العقبی" میں باب باندھا:

**ذكر اختصاصه بالمرور في المسجد جنبا**

مولائے کائنات کے حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے کے اختصاص کا بیان۔

پھر علامہ محب الدین طبری نے جامع ترمذی کے حوالے سے حضرت ابو سعید خدری والی حدیث بیان کی اور امام ترمذی کی تحسین بھی ذکر کی۔

(ذخائر العقبی ص 77)

یونہی "الریاض النضرۃ" میں بھی مستقل باب باندھا:

**ذكر اختصاصه بالمرور في المسجد جنبًا**

مولا علی کے حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے کی خصوصیت کا بیان۔

(الرياض النضرة 158/3)

## علامہ تقی الدین سبکی متوفی 711ھ

علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

**مَعْنَاهُ إبَاحَةُ الْمُكْثِ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْجَنَابَةِ وَقَدْ ذكر أبو العباس ابن الْقَاصِّ هَذَا فِي خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم**

یعنی اس (حدیث) کے معنی "جنابت کے ہوتے ہوئے مسجد میں ٹھہرنے کی اباحت" کے ہیں۔ اور ابو العباس ابن القاص نے اسے نبی ﷺ کے خصائص سے شمار کیا۔

(تكملة السبكى على شرح النووى 162/2)

## علامہ سراج الدین ابن ملقن متوفی 804ھ

علامہ سراج الدین ابنِ ملقن نے صاحبِ تلخیص ابن القاص کی رائے بیان کی اور یہ بھی بیان کیا کہ امام الحرمین نے ابن القاص کے اس قول کو خطا قرار دیا ہے۔ پھر کہا:

**قلت إِسْنَاده إِلَى رِوَايَة التِّرْمِذِيّ وتحسينه لَهُ وَذَلِكَ هُوَ غَايَة الْفَقِيه فَلَا وَجه لتخطئته وَقد قوى النووى مقَالَته**

میں کہتا ہوں: ابن القاص نے اس خصیصہ کی نسبت جامع ترمذی کی روایت کی طرف اور امام ترمذی کے اس روایت کو حسن قرار دینے کی بنیاد پر کی ہے۔ اور فقیہ کی زیادہ سے زیادہ یہی ذمہ داری ہے۔ لہذا ابن القاص کی طرف خطا کے انتساب کی کوئی وجہ نہیں جبکہ امام نووی نے ابن القاص کے مقالہ کی تائید بھی کی ہے۔

(غاية السول فی خصائص الرسول ص183)

## علامہ زین الدین عراقی متوفی 806ھ

علامہ زین الدین عراقی نے الفیۂ سیرت میں باب باندھا:

**ذكر خصائصه صلّى الله عليه وسلّم**

یعنی رسول اللہ ﷺ کے خصائص کا ذکر۔

انہی خصائص میں سے یہ بھی ذکر کیا:

**والمُكثِ في المَسجِدِ مَعْ جَنَابَةِ**

جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرے رہنا۔

(الفیۃ السیرۃ ص98)

## علامہ شمس الدین محمد بن محمد ابن الجزری متوفی 833ھ

علامہ ابن الجزری نے باقاعدہ باب باندھا اور فرمایا:

**"من خصائص علي"** یعنی مولا علی کے بعض خصائص کا بیان۔

اس کے تحت اپنی سند حضرت ابو سعید خدری والی روایت بیان کی۔ پھر ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت بیان کی۔

(مناقب الاسد الغالب ص12 ، 13)

## علامہ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ

♥ علامہ سیوطی نے "الخصائص الکبری" میں باب باندھا:

**بَاب اخْتِصَاصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِجَوَاز الْمكْث فِي الْمَسْجِد جنبا**

رسول اللہ ﷺ کے حالتِ جنابت میں مسجد ٹھہرنے کے جواز کے اختصاص کا بیان۔

پھر اس باب میں آٹھ احادیث بیان کیں جن کا حاصل یہ ہے کہ:

حالتِ جنابت میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا، ازواجِ مطہرات، مولائے کائنات، سیدۃ نساءِ اہل الجنۃ، حسنین کریمین اور آلِ رسول کے لیے مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے۔

(الخصائص الكبرى 423/2 ، 424)

♥ الحاوی للفتاوی میں فرمایا:

**لا مانع من أن يختص أولاد الأنبياء بخصائص لا يشاركهم فيها بقية الأمة ، كما اختص السيد إبراهيم ابن نبينا صلى الله عليه وسلّم بأنه لو كان عاش لكان نبياً ، وكما اختصت فاطمة بأنه لا يتزوج عليها ، وكما اختصت أيضاً بأنها تمكث في المسجد مع الحيض والجنابة ، وكذلك أزواج النبي صلى الله عليه وسلّم اختصوا بذلك ، وكذلك علي بن أبي طالب ، والحسن ، والحسين اختصوا بجواز المكث في المسجد مع الجنابة**

اس بات سے کوئی مانع نہیں کہ انبیاءِ کرام کی اولاد کو ایسے خصائص سے نوازا جائے جن میں باقی امت شریک نہ ہو۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کو یہ خصوصیت دی گئی کہ اگر زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ جیسا کہ سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو یہ خصوصیت دی گئی کہ ان کی موجودگی میں (حضرت مولا علی) دوسرا نکاح نہیں کر سکتے تھے۔ اور یوں ہی آپ کو اس

خصوصیت سے نوازا گیا کہ آپ حیض و جنابت کی حالت میں بھی مسجد میں ٹھہر سکتی تھیں اور یونہی رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو یہ خصوصیت دی گئی۔ ایسے ہی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا اور حسنینِ کریمین کو یہ خصوصیت دی گئی کہ آپ حضرات حالتِ جنابت میں بھی مسجد میں ٹھہر سکتے تھے۔

(الحاوی للفتاوی 115/2)

♥ انموذج اللبیب میں فرماتے ہیں:

**الفصل الثالث فيما اختص به صلى الله عليه وآله وسلم من المباحات**

تیسری فصل ان مباحات کے بیان میں جو خصوصی طور پر آپ ﷺ کو عطا ہوئے۔

پھر فرمایا:

**اختُص صلى الله عليه وآله وسلم بإباحة المكث في المسجد جنباً،**

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنا خصوصی طور پر مباح کیا گیا۔

(انموذج اللبیب 164/1)

آگے چل کر فرمایا:

**ويخص من شاء بما شاء من الأحكام**

یعنی رسول اللہ ﷺ جسے چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرمادیں۔

اسی ضمن میں فرمایا:

**وفي المُكث في المسجد جنباً لعلي**

مولائے کائنات مولا علی کو جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت دینا۔

(انموذج اللبیب 204/1)

سبل الہدی والرشاد میں عنوان باندھا:

**اختص صلى الله عليه وسلم بالمكث في المسجد جنبا.**

یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں بحالتِ جنابت ٹھہرنے کی خصوصیت عطا فرمائے گئے۔

(سبل الهدى والرشاد 10/ 423)

**تنبیہ:** علامہ صالحی شامی کے عنوانِ باب سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس خصیصہ کا تعلق فقط مسجدِ نبوی شریف کے ساتھ نہیں تھا۔ اور نہ ہی فقط گزرنے کی بات تھی، بلکہ "ٹھہرنے" کی بھی اجازت تھی۔

علامہ صالحی نے اس باب سے متعلقہ متعدد احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

**فهذه الأحاديث تشهد لتحسين الترمذي**

یہ احادیث امام ترمذی کی جانب سے ابو سعید خدری کی روایت کو حسن قرار دیئے جانے کی شاہد ہیں۔

یہ فرمانے کے بعد فرمایا:

**وفي عد هذه الخصائص نظر، لأن عليا يشاركه في ذلك.**

یعنی "حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے" کو خصائصِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے شمار کرنے میں اعتراض (ہوسکتا) ہے۔ کیونکہ اس خوبی میں مولا علی بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ شریک ہیں۔

(سبل الهدى والرشاد 10/ 424)

علامہ صالحی شامی کی گفتگو قابلِ توجہ ہے۔ آپ نے اس امر کے خصائصِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے

ہونے پر اعتراض ضرور کیا۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ یہ اجازت تو عذر کے سبب تھی۔ بلکہ کہا کہ اس خصیصہ میں تو مولا علی بھی شریک تھے، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے کیسے شمار کیا جا سکتا ہے۔

علامہ صالحی نے جو اعتراض کیا اس کا جواب عنقریب علامہ علی قاری کی گفتگو سے آ رہا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ:

اللہ کریم جل و علا نے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کو یہ خصوصیت تو دی ہی تھی کہ آپ ﷺ حالتِ جنابت میں مسجد میں رہ سکتے تھے۔ اس کے ساتھ یہ اختیار بھی دے دیا تھا کہ جسے چاہیں اس خصوصیت سے نواز دیں۔ تو یہ مرتبہ مطلق اختصاص سے اخص ہے اور اخص کے تحقق سے اعم کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اعم کا تحقق یقینی بنتا ہے۔

## علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی 970ھ

صاحبِ البحر الرائق علامہ زین الدین ابنِ نجیم نے اس سلسلے میں طویل گفتگو کی۔ لیکن "حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے" کو رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ضرور مانا ہے۔ فرماتے ہیں:

**وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ دُخُولَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَمُكْثَهُ فِيهِ مِنْ خَوَاصِّهِ وَذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ وَقَوَّاهُ**

اور یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حالتِ جنابت میں مسجد میں داخل ہونا اور اس میں ٹھہرنا آپ ﷺ کے خواص سے ہے۔ امام نووی نے اس کا ذکر کیا اور اس کی تائید کی۔

(البحر الرائق 1/206)

## علامہ علی قاری متوفی 1014ھ

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے سطورِ بالا میں جامع ترمذی کی روایت کو ضعیف ضرور کہا، لیکن " حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرے رہنے کو " رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے تسلیم کرتے ہوئے فرمایا:

**نَعَمْ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَحِلُّ لَهُ الْمُكْثُ فِي الْمَسْجِدِ جُنُبًا عَلَى مَا قَالَهُ صَاحِبُ التَّلْخِيصِ**

یعنی جامع ترمذی کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن صاحبِ تلخیص کے قول کے مطابق حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرے رہنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ضرور ہے۔

پھر قفال اور امام الحرمین کی مخالفت ذکر کرنے کے بعد امام نووی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے فرمایا:

**احْتَجَّ النَّوَوِيُّ بِالْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ، وَقَالَ: هُوَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَنْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، فَلَعَلَّهُ اعْتَضَدَ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ بِمَا اقْتَضَى حُسْنَهُ، لَكِنْ إِذَا شَارَكَهُ عَلِيٌّ فِي ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْخَصَائِصِ**

امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث سے استدلال کیا اور فرمایا:

اگرچہ اس حدیث میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جنہیں جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ امام ترمذی کی نظر میں کوئی ایسی بات ہو جو اس حدیث کے حسن ہونے کی متقاضی ہو۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ: جب اس معاملے میں حضرت سیدنا مولا علی بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں تو پھر یہ چیز خصائص سے نہ بنی۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو ذکر کرنے کے بعد علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَفِيهِ بَحْثٌ إِذْ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ مِنْ خَصَائِصِهِ، وَمَعَ هَذَا يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِهَذِهِ الْخُصُوصِيَّةِ، وَهَذَا أَخَصُّ مِنَ الِاخْتِصَاصِ الْمُطْلَقِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس گفتگو (یعنی اس چیز کے خصائص سے ہونے پر اعتراض) میں بحث ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ "حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرے رہنے کا جواز" رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ہو۔ اور اس کے باوجود آپ کو اختیار ہو کہ جسے چاہیں اس خصوصیت کے ساتھ خاص کر دیں۔

اور یہ (تو) اختصاصِ مطلق سے اخص (درجہ) ہے (اور اخص سے اعم کا تحقق مزید پختہ ہوتا ہے، نہ کہ اس کی نفی ہوتی ہے۔)

(مرقاۃ المفاتیح 440/2)

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کو بطورِ خصوصیت یہ اعزاز عطا کیا گیا کہ: آپ حالتِ جنابت میں بھی مسجد میں ٹھہرے رہ سکتے تھے۔

اور اس خصوصیت کے ساتھ یہ اختیار بھی دے دیا گیا کہ: جسے چاہیں اس خصوصیت سے نواز دیں۔ سو آپ ﷺ نے مولائے کائنات مولا علی کو اس خصوصیت سے نواز دیا۔

## علامہ علی بن ابراہیم بن احمد حلبی متوفی 1044ھ

بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ چونکہ مولائے کائنات کا گھر مسجد شریف سے متصل تھا لہذا رسول اللہ ﷺ کی جانب سے انہیں فقط مسجد سے گزرنے کی اجازت تھی۔ مسجد میں ٹھہرنے کی نہیں۔ علامہ نور الدین حلبی ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**والمراد المكث في المسجد لا المرور به والاستطراق منه**

یعنی مولائے کائنات کو عطا ہونے والی خصوصیت سے مراد "مسجد میں ٹھہرنا" ہے نہ کہ فقط مسجد سے گزرنا اور اسے رستے کے طور پر استعمال کرنا۔

پھر فرمایا:

**ثم رأيت الحافظ السيوطي رحمه الله أشار إلى ذلك، وذكر أن مثل علي كرم الله وجهه فيما ذكر ولداه الحسن والحسين حيث قال: وكذا علي بن أبي طالب والحسن والحسين اختصوا بجواز المكث في المسجد مع الجنابة والله أعلم**

پھر میں نے حافظ سیوطی کو دیکھا، انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ "حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرنے اور اس میں ٹھہرنے" کے مسئلہ میں مولا علی کے دونوں لختِ جگر حسنینِ کریمین بھی مولا علی ہی کی طرح ہیں۔ جیسا کہ سیوطی نے فرمایا:

اور یونہی مولا علی ، امام حسن اور امام حسین بھی حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے کی خصوصیت سے نوازے گئے۔

(سیرت حلبیہ 489/3)

## علامہ شہاب الدین زرقانی متوفی 1122ھ

صاحبِ مواہب نے باب باندھا:

**ومن خصائصه عليه السلام أنه كان يخص من شاء بما شاء من الأحكام.**

یعنی رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے آپ ﷺ جسے چاہتے، جس حکم کے ساتھ چاہتے خاص فرمادیتے۔

اس کے تحت علامہ زرقانی نے چند امور کے بیان کے بعد علامہ سیوطی کے حوالے سے ذکر کیا:

**وفي المكث في المسجد جنبًا لعلي، وفي فتح باب داره في المسجد له**

یعنی (یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے خصائص واختیارات سے ہے کہ) حالت جنابت میں مولائے کائنات کے لیے مسجد میں ٹھہرنے (کی اجازت دے دی) اور آپ کے لیے مسجد میں دروازہ کھولنے کی (اجازت عطا فرمادی)

(شرح زرقانی 357/7)

انہی علامہ زرقانی نے موطا امام مالک کی شرح میں ایک حدیث کے فوائد کے بیان میں فرمایا:

**وفيه أن له - صلى الله عليه وسلم - أن يخص من شاء بما شاء**

یعنی اس حدیث کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جسے چاہیں جس چیز کے ساتھ چاہیں خاص فرمادیں۔

(شرح الزرقانی علی الموطا 111/3)

اس کی مثالوں کے بیان میں فرمایا:

**وفي المكث في المسجد جنبا لعلي، وفي فتح باب من داره في المسجد له**

مطلب وہی ہے جو سطورِ بالا میں مذکور ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات کو حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت مرحمت فرمادی اور مسجد میں دروازہ کھولنے کی اجازت بھی عنایت کردی۔

(شرح الزرقانی علی الموطا 112/3)

## علامہ ابو سعید خادمی حنفی متوفی 1156ھ

علامہ ابو سعید خادمی حنفی نے بھی حالتِ جنابت میں مسجد کے اندر ٹھہرنے کو رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے شمار کیا۔ فرماتے ہیں:

**وَلَا يَجُوزُ اتِّبَاعُهُ فِي بَعْضِ أَفْعَالِهِ - صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَمَا فِيمَا يَكُونُ خَاصَّةً لَهُ إمَّا بِطَرِيقِ الْإِبَاحَةِ كَالْمُكْثِ فِي الْمَسْجِدِ جُنُبًا**

رسول اللہ ﷺ کے بعض افعال میں آپ ﷺ کی پیروی جائز نہیں۔ جیسا کہ جب کوئی فعل آپ ﷺ کا خاصہ ہو، یا تو بطورِ اباحت جیسے حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنا۔

(بريقه محموديه 23/1)

علامہ ابو سعید خادمی نے اگرچہ اس مقام پہ مولائے کائنات کا ذکر نہیں کیا لیکن حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے کو رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ضرور شمار کیا۔

## علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی 1231ھ

علامہ طحطاوی حنفی مراقی الفلاح کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

**وخص من عموم هذا الحكم رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي فيحل لهما المكث بالجنابة لقوله صلى الله عليه وسلم: "يا علي لا يحل لأحد يجنب في هذا المسجد غيري وغيرك" رواه الترمذي وقال حسن غريب وله طرق متعددة**

اس حکمِ عام (یعنی حالتِ جنابت میں مسجد میں داخلے کی حرمت کے حکم) سے رسول اللہ ﷺ اور مولا علی خاص ہیں۔ آپ دونوں ہستیوں کے لیے جنابت کے ساتھ (مسجد میں) ٹھہرنا حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ گرامی کی وجہ سے: اے علی کسی شخص کے

لیے حلال نہیں کہ وہ اس مسجد میں حالتِ جنابت میں رہے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا اور اس کے متعدد طرق ہیں۔

(حاشیۃ طحطاوی ص144 ، 145)

## اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی متوفی 1340ھ

مبغضینِ آلِ رسول کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ انہیں یہ بھی یاد دلانا پڑتا ہے کہ:

تم لوگ مسلکِ رضا کے نام پہ کھاتے ہو۔۔۔

اور پھر ان جاہلوں کو مسلکِ رضا بھی بتانا پڑتا ہے۔۔۔

حق تو یہ ہے کہ ایسے جاہلوں سے تخاطب ہی نہیں چاہیے۔ مگر عوام کی سادہ لوحی کے سبب ہمیں ان جاہلوں سے بھی بات کرنا پڑتی ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے رسالہ "منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب" میں اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے شمار کیا کہ:

"آپ جسے چاہیں، کسی بھی حکمِ شرعی کے ساتھ خاص فرمادیں۔"

اسی رسالہ میں اعلیحضرت نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ جنابت میں مولا علی کو مسجد میں رہنے کی اجازت عطا فرمادی تھی۔

اعلیحضرت کی کلام ملاحظہ ہو:

حدیث ۲۷ :

ترمذی و ابو یعلٰی و بیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے فرمایا:

**یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرك**

اے علی !میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۲۸ :

مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔(سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں)کسی نے کہا: امیر المومنین !وہ کیاہیں ؟فرمایا: دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے شادی

**وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ**

اوران کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روا تھا(یعنی بحالت جنابت رہنا) اور روز خیبر کا نشان۔

حدیث ۲۹ :

معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

**الا ان ھذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ**

وسلم وازواجه وفاطمة بنت محمد وعلى الا بينت لكم ان تضلوا۔ هذا روایة الطبرانی۔

سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو، مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم۔ سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرماد یا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ طبرانی کی روایت ہے۔ت)

(فتاوی رضویہ 30/535،536)

قارئینِ ذی قدر!

ہم نے اپنی گفتگو کے آغاز میں بھی امام احمد رضا کا حوالہ ذکر کیا اور اپنی گفتگو کا اختتام بھی امام احمد رضا خان کی گفتگو پر کر رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو لوگ مسلکِ رضا کا نعرہ بلند کر کے خارجی فکر کو پروان چڑھا رہے ہیں، انہیں پہچانا جائے۔

لیکن یہ بات اپنی جگہ ہے کہ:

مبغضینِ مولائے کائنات سے ہم کسی خیر کی امید نہیں کرتے، کیونکہ اللہ کریم جل وعلا نے قرآنِ عظیم میں کچھ لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا

ہم اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دیں گے جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ ہر نشانی دیکھ

لیں جب بھی اس پہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگر راہِ ہدایت دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کرتے۔ اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا لیتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پیروں اور استادوں کے لیے بغیر کسی دلیل کے زمین وآسمان ایک کر دیتے ہیں لیکن بات آلِ رسول ﷺ کی آئے تو پھر انہیں آلِ پاک کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

ہم اللہ جل وعلا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دلوں کے اندھے پن سے محفوظ فرمائے فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

بندۂ مرتضی

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

12 جنوری 2022ء

09 جمادی الثانیہ 1443ھ